

فہرست

بیکم ایکس نو
قاصد کی تلاش
الٹی تصویر
شادی کا ہنگامہ

TASWEER KA HANGAMA

By: Iba-e-Safi
Aam Edition Price "P.B."
Library Edition Price "H.B."
Edition : 2004
KITAB WALA
2794, Gali Jhot Wali,
Pahari Bhojla, DELHI-110006
Ph.: (O)2328 1499, (R)22593249

Rs.100/=

نام ناول : تصویر کا ہنگامہ
مصنف : ابن صفی
سن اشاعت : ۲۰۰۴ء
قیمت رف ایڈیشن :
قیمت لائبریری ایڈیشن : ۱۰۰ روپے
مطبوعہ : فائن آف سیٹ پریس، شاہد روہ، دہلی۔ 32
ناشر : کتاب والا، 2794، گلی جھوت والی،
پہاڑی بھو جلاہ، دہلی۔ 110006



ابن صفی

تیک تیک سے اور جو چہل احوال کے لیے لکیر
ابن صفی کی نئی شہکار اور نیا تجربہ
عمران کا ایک دلچسپ کازنامہ

"دیکھو، اگر شہر سے کوئی بیباک آئے تو اسے دیوان خانے میں لے آتا میں وہیں چوں۔"
"بہت بہتر کتاب۔"
"وہاں تک کہ وہاں گاہ میں آئے اور وہاں کا سب سے اعلیٰ اور بلند خانے کی طرف چلے گئے۔ مختصری دور بعد انھوں نے کسی گاڑی کے آئین کی کاربندی تھی۔ شاید وہ گاڑی پورچ میں آکر رک گئی تھی۔ پھر یہ کہ یہ دیوان خانے میں داخل ہو کر پہلے کوئی مہمان صاحب ہیں۔"
"اوپر سے سر سلطان مقررہ انداز میں بولے۔ ہاؤ... ہاؤ... پھر وہ اٹھ کر بیٹھنے لگے تھے۔ مختصری دور بعد مہمان اپنا پلٹیف کیس اٹھا لے دیوان خانے میں داخل ہو گیا۔ تم کب آئے گا اہل خانہ نے گرم چوٹی سے معافو کر کے ہنسنے لگے۔
"آج ہی آیا ہوں۔"
"کیا رہا؟"
"نہیں۔"
"مطلب یہ کہ وہ پھر اس زمانہ میں..."
"اچھا، وہاں کوئی تھا۔ آئی کی باقی عورت کا حال اور شہر میں ہوا تو اس کی کہیں کا باعث... بالآخر وہاں گیا۔ رحمت ایک مزار منصات پر چلے گئے۔ کسی وقت امینان سے دیکھنے لگے۔ تو انھوں نے آپ سے بولے۔ چھپے آہوں کو آپ نے میری ہم ہوجی میں میری شادی کیوں کرادی؟
"ماتے ہیں جو اس شروع کوئی۔ بیٹھو... بیٹھو ہاؤ۔"
"اب تو سہرا دیکھ کر دیکھ کر بیٹھنا پڑے گا اور ناک پر رکھی ہوئی اٹھی دیکھتی اور توجہ کھینچنے پڑے گی۔"
"میں کیوں اسے؟"
"پندرہ دنوں سے کوئی بیگم ایکٹو نیٹان کو فون پر بول کر رہی ہیں۔"
"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ سر سلطان نے کسی سے اٹھ کر کھڑے

سر سلطان کا پورا ماضی ہے غوالی ان دنوں پھر جو وہاں کا تھا اور وہ اپنی دہائی اقامت گاہ میں مقیم تھے۔ ایسے مواقع بعد تہذیبی باب وہاں کے پہلے سے یہیں چلے گئے تھے۔ شہر سے کوئی ملازم بھی ساتھ نہیں لائے تھے۔ وہیں کو کھلی کے لازم ہی ان کی خدمت نگاری کے فرائض انجام دیتے تھے۔ یہاں کے پرسکون ماحول میں انھیں پوری نیند لگنے لگی تھی۔ ہوتی تھی۔ چہ نہیں محضوں میں شکل تمام ڈھنڈھو گھٹنے کی ضرورتی نگاری ہوتی تھی۔ غصہ کیوں کہ غصہ کی گاساس ہر مقررہ رشتہ تھا۔ اس وقت رات کے دو بجے تھے اور زمین کی آنکھوں سے کوئی دور تھی کہ وہ یہ خواب گاہ میں بیٹھے تھے۔۔۔ پھر باہر نکل کر پورچ میں آکھڑے ہوئے تھے۔ پائیں باغ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اور دیر سے گیدڑوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ سوئی کچ زیادہ نہیں تھی۔ اس لیے انھوں نے اپنے جبر کے گویہ ایک ہلکی سی شل پینٹ رکھی تھی۔ سب غوالی کا مرض تھا۔ برتن چارہ ہوا کی گتہ ہونے کا درد مزید بڑھتا تھا۔ وہ ایک آرام کرسی پر نیم دماز چھٹے پائیں باغ کے گرد چارہ دہلائی تو تھی لیکن یہاں تک نہیں لگا یا گیا تھا۔ دماغ کے راستہ کے دونوں جانب دو خوبصورت سترن تھے جن پر عشق پیاہوں کی بیسیں چھائی ہوئی تھیں۔ بشرط گوشتے میں پریش کے لیے اونچے اونچے جگے بنائے گئے تھے جن میں دیس دیس کے خوبصورت پرنڈس پہنچا رہے تھے۔ سر سلطان نے اندر سے میں آنکھیں کھلادیں۔ فضا پر وہی مانوس سا ساٹنا مسلط تھا جس پر حسیوں کی مسلسل چٹائیں چھائیں بھی شامل تھی کبھی کبھی دور سے گیدڑوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ دماغ انھیں بہت دور سے کسی گاڑی کی سیر کیس کی جگہ دکھائی دی تھی۔ شاید کوئی گاڑی شہر سے گزری ہوگی۔ وہاں کی جانب بڑی تھی۔ وہ چونک پڑے کہ کوئی ان کے پاس آ رہا ہے۔ انھوں نے چمکیا کر آواز دی۔
"بہی صاحب۔ پائیں باغ کے کسی گوشے سے اس نے جلاب دیا تھا۔"



”بیچہ ملیے۔ وہ مجھے پوچھتی تھیں اور آج تو میں نے ہی
 ان کی کال نہ صرف رسید کی تھی بلکہ آپ کو سنانے کے لیے ریکارڈ
 بھی کر لی تھی۔
 ”مگر طرح بھی ممکن نہیں میرے علاوہ اور کوئی بھی نہیں
 جانتا کہ تم...
 ”ٹھیک ہے لیکن آخر یہ کیا ہے عمران نے کیا تصور کیا ہے۔
 اس نے لکھتے ہوئے بریفنگ میں سے ایک چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈ نکالا۔
 سلطان کی آنکھوں میں ناچنے کے آثار تھے۔ دفتر اٹھنا
 نے کہا: او ہوا ایک بار تمہی نے بتایا تھا کہ ایک عورت بھی اس
 راز سے واقف ہے۔
 ”روشنی۔
 ”ہاں... ہاں...“

”لیکن وہ اس کی جرات نہیں کر سکتی۔ خیر اب سنیے تو یہی۔
 باطل ایسے ہی انداز میں غمزہ سے احکامات صادر فرماتے ہیں۔
 جیسے یہ خیر نہیں ہے کہ اس کو مارا جائے اسے مار دیا جائے۔
 عمران نے ٹیپ ریکارڈ دیکھا۔ ایک سوانا آواز آئی۔
 ”بیو... عمران۔ عمران موجود ہے یا نہیں؟
 ”جی... میں ہوں۔ رہا ہوں جناب عالیہ۔ عمران کی آواز آئی۔
 ”تم کہاں رہ گئے تھے۔ عورت کی آواز آئی۔
 ”جی ذرا ہاتھ آدم ٹنگ گیا تھا کسی نے دوہ میں پھنک کر۔
 دئی ہے۔
 ”نکاح اس وقت کرو۔ میں تم پر راضی ہوں پندرہ دن سے
 کہاں ٹاٹھ تھے۔
 ”جی وہ کہہ کاشت کر رکھی ہے۔ فضل کاٹنے گیا تھا پھر سبزی

منڈی میں ٹنگ چلا پڑا۔ آپ کو کون ہیں بیگم صاحبہ۔؟
 ”بیگم ایس فون۔
 ”ارے باپ بے۔
 ”کیا مطلب؟
 ”اس نام کا ایک بڑا فام ہے کہ اس کا پہلا جگہ عظیم ہے۔
 ”تو پھر میرے لائق کوئی نہ ہو؟
 ”صاحب کو میرا بگلیہ ہے۔
 ”انڈر ڈر۔
 ”کی کیا؟
 ”جی بھئی۔ بھئی پر جلتے ہی نہ تھے کسی طرح بھر دیا
 بہت بہت شکریہ۔
 ”نکاح اس بڑکرو۔ کام سنو۔
 ”جی فرمائیے۔
 ”کل صبح تین مرغیاں۔ ڈھائی سیر کا اور بچہ کے ایک
 دان بچے پر پہنچا دینا۔
 ”کیا پھر بھی ابھی نہیں؟
 ”کیا مطلب؟
 ”صاحب سے تو اس کی مرضی بھی نہیں چلتی۔
 ”شٹ آپ۔ کہہ کر سوسٹنٹ کو دیا گیا تھا۔ عمران نے
 ٹیپ ریکارڈ کو سونگ آف کر دیا۔
 ”کیا یہ وہی عورت نہیں ہو سکتی؟ آواز مجھے جانی پہ جانی ہی
 لگ رہی ہے۔ سلطان نے جراتی ہوئی آواز میں کہا۔
 ”جی نہیں۔ یہ روٹھی کی آواز نہیں ہے۔
 ”سنو۔ جس طرح مجھے علم ہے کہ ایک عورت انھیں کشیت
 اکیس ٹو جانتی ہے اس طرح کسی اور کو بھی ہو سکتا ہے۔
 ”اور یہ تین مرغیاں اور ڈھائی سیر کا بچہ کون سے کس عورت
 کے پاس پہنچوں تا تب کر سکتے ہیں؟ عورت کو کون سے کون ہے
 اور پھر اس عورت کی شناخت؟ بڑا تو بڑے کہ اکیس ٹو کون؟
 یا پھر بچہ کو رو بیٹھے۔
 ”تاج آؤ کر کے میں ملد بازی سے کام نہ لو۔ بتا نہیں کیا
 پڑے ہوئی رستہ کسی ماتحت سے تو رنوں پر لنگھ نہیں کی؟
 ”جی نہیں۔ ابھی تک تو ایسا نہیں ہوا۔
 ”کال اکیس ٹو کے فون پر آئی رہی ہے۔
 ”جی نہیں۔ میرے فون فون پر۔“

”تو اس کا مطلب یہ کہ اس کو کوئی بھی بتا نہ سکا تھا اس کی
 ذات تک محدود ہے۔ اکیس ٹو کے خصوصی فون کا نمبر کون سے
 معلوم نہیں؟
 ”جی ہاں۔ یہی کیا جا سکتا ہے۔
 ”ڈیٹیکٹ بار پھر ٹیپ سٹوڈیو جانے کیوں مجھے آواز دیا پہلی
 سی گنگ رہی ہے۔ عمران نے دوبارہ ٹیپ سٹوڈیو سٹوڈیو
 عورت سے کہتے رہے تھے پھر سٹوڈیو کے لئے۔ یاد نہیں ہے تاکہ
 آواز کہاں سے آئی تھی۔ سٹوڈیو اب تم کیا کرو گے؟
 ”مرغیاں اور ڈھائی سیر کا بچہ انھیں نہ کہیں تو جانیں گے۔
 ”تم نے اس مسئلے میں روٹی سے منور ہو کر کچھ نہیں کی؟
 ”وہ ٹھہر ہی ہیں منور ہوئے نہیں۔ وہاں کے لیے جرنی
 گئی ہوئی ہے۔
 ”کیوں؟
 ”جس فرم میں کام کرتی ہے اسی کی طرف سے بھی گئی۔
 ”تو پھر یہ سامان کہاں ملے گا؟
 ”کہیں نہ کہیں تو جانا ہی چاہیے۔ ورنہ اس عورت کا سرخ
 کیوں کہے گا؟
 ”کسی کو زحمت میں نہ ڈال دینا۔
 ”دیکھا جانے گا۔ شہر کی بہتری عورتوں کا دشمن نہیں۔
 ”اب دیکھ مجھے نیک آتی ہے۔
 ”مجھے یہ حد افسوس ہے جناب لیکن آپ کے علم میں لائے
 بغیر کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔
 ”قرے۔ اچھا کیا۔ یہ ٹیپ ریکارڈ میرے ہی پاس چھڑا
 جاؤ۔ آخر مجھے کیوں نہیں یاد آتا کہ میں نے یہ آواز کہاں سے سنی تھی۔
 ”اسی ٹیپ میں تیرا فانیخو اور کون جیگر کی کچھ غلطیاں بھی
 دستاویز ہیں۔
 ”محفوظ نہیں گی۔
 ”مطلب یہ کہ میرے خیال سے بچنے کے لیے...
 ”تم نے سنت لیجئے میں ڈال دیا ہے۔ سلطان نے ٹیپ
 کو روٹ کر کہتے ہوئے کہا۔ ایک بار پھر وہ اس عورت کی آواز
 سن رہے تھے اور عمران بریفنگ میں سے آواز دواول دھڑک کا
 نائل نکال رہا تھا۔ ایک بار پھر وہی ٹنگنے کے بعد انھوں نے
 سوچ آؤ کہ ان کی آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔
 ”تو کیا تم اسی وقت واپس جاؤ گے۔ کچھ دیر بعد انھوں نے پچھل
 ”خا ہر ہے۔ ورنہ جس کو مر جوں دیا کون کیا ہے گا؟ عمران

تھے اور اس کی گاڑی بائیں جانب گھوم کر آگئے، آگئے ہی تھی پچھلے ایک فائر برسٹ ہو گیا تھا، لیکن بدکر کے وہ گاڑی سے آخر آباد پچھلے گاڑی تو بائیں سے پہلے ہی نکلی تھی گئی، جھکا دے گاڑی سے اپنی گاڑی کو سڑک سے نیچے اتار دیا کھیل تھوڑا سا تھا، شاید پچھلے گاڑی سے ہونے والے بے آواز ٹائرس یا ٹکڑے دھڑک رہے تھے، نہایت پیڑہ کی میں سوہو تھا جب تک گانا نہ پڑا، پیڑہ بننے میں میں دیکھ کر سنٹ لگ گئے اور وہاں دونوں کا سرخ ہو چکا تھا، بدلے سے گاڑی واپسی کے لیے موڑی سوہو اعلان کے فلیٹ کی طرف چلا آیا۔ عمران موجود نہیں تھا، اس نے میٹھاں سے کافی کے لیے کہا تھا اور ایک سرخوش مسکرا کر آدم کرسی پر بیٹھ کر راز ہو گیا تھا، وہ سوچ رہا تھا، آخر عمران کیوں کیا وہ ایسے بڑی شخصیت سے واقف ہو؟ خرد اس کی داستان میں سرسلطان کے علاوہ شاید ہی اور کوئی نہ ہو کی شخصیت سے واقف رہا ہو پچھلے اس نامعلوم عورت نے سرسلطان ہی کو فون کیوں نہیں کیا تھا، وہ سوچتا رہا اور سگریٹ کے جلنے جلنے کش مینار باہر سے کہہ کر میں فون کی گھنٹی گونجی تھی، بیٹھوڑی درپردہ میٹھاں نے لگا کر کہا: آپ کی کال ہے۔

مفسرہ کل ریویو کی تھی دوسری طرف ملان تھا۔

”ہیفا مت کو؟“

”تو کیا آپ بھی تھے؟“

”اس گاڑی کے پیچھے جس سے فائر لگا رہا تھا“

”تو پھر کیا پائی؟“

”بالکل... ان کا ٹھکانہ میرے سر میں ہو چکا ہے، خیر ضروری بات سنو... سرسلطان اپنی دہلی کو بھی میں نہیں جاتا اور غور ان کی دیکھ بھال کر کے، ان کے کم کے بلانے بغیر، فوراً ہٹا دیا ہوا جاؤ لیکن اپنی گاڑی ان نہیں لے جاؤ گے، اس سے جاؤ ان کے منتقلی کے سلسلے میں تم مارڈیفنکسیت سے بھی ہٹا کر رکھتے ہو۔“

”اوکے... اور کچھ؟“

”میں ہی... اپنی عقل بھی استعمال رکھتے ہو؟“

”شکریہ...“

دوسری طرف سے سلسلہ منتقلی ہونے کی آواز سن کر اس نے بھی ریویو دیکھ دیا، نشست کے کمرے میں واپس آیا تو کافی دیر ہو چڑھی تھی اور وہاں سچکے کھڑا تھا، تھا سے تو پیش ہو گئے ہوں گے صاحب کی عدم موجودگی میں اس نے میٹھاں کو بھیجا۔

”میں صاحب! ان سے سزا دہی کے بغیر پیش میں بھی جوتی ہو؟“

”موزن کہاں ہے؟“

”اپنے کمرے میں ہو گا، جب سے آگے ہے بروقت قیامت آؤ اور صاحب کی باتیں کرنا نہ ہے۔“

”میں صاحب کے کمرے میں سے بھی دوپچر کی تھی ان کے پاس سے“

”مفسرہ نہ کیا۔“

”میں بھی شراہی کا فون آگیا تھا۔“

”کافی پر مفسرہ نے غلط کیا تھا، غور کرنا شاید یہ ہے، ایسے فون صرف سے جاہل مل سکتی تھی، وہ مفسرہ کا منتظر تھا، منتظر کیا ہے؟ غور نہ سوال کیا۔“

”پتا نہیں... شاید سرسلطان نظر سے ہیں۔“

”غورم دیکھ سگے کیا؟“

”آسمان کے نیچے کوئی کے آس پاس، مفسرہ مفسرہ سائنس لے کر کہا تھا۔“

بڑے بالوں والا کارڈر، نیچر، باغیچا اور دوسرا دی بھی اعلیٰ نشست پر اس کے قریب بیٹھا تھا، تمہاں میں جاناؤ کے کردہ کس حد مرئی تھی، اس نے بڑے بالوں والے سے کہا۔

”سنو، میں اس کا ہمارا تھا، تم میری جاہل سے تمہارے گھٹنے“

”میں بے قابو ہو گیا تھا۔“

”مجھے علم نہیں تھا کہ تم غور فون کو ڈیٹ نہیں کر لیا تمہارا کمرے ہو۔“

”ورڈ میں کہا تمہارا انتخاب نہ کرنا؟“

”اب تو کچھ بچتا تھا ہو چکا۔ لیکن تم۔“

”دیکھو دوست، میں خواہ مخواہ اپنی گزراں نہیں چھوڑا سکتا۔“

”معمولی نقد و بھیک ثابت نہیں ہو کر آتا۔“

”بڑی جاہل عورت تھی مجھے حیرت ہے کہ اتنی جلدی کیسے گئی۔“

”تمہاری عقل اس کے بائیں ہو چڑھی تھی، بہر حال میری کمرے میں نہیں آتا کہ روپوش کیا دوں، اس سے ہند نہیں کر سکتا گا۔“

”کیا روایتی کے وقت کمرے میں موجود تھا؟“

”ہاں، اس نے براہ راست اسکاٹات صادر کیے تھے۔“

”تم ہم سب میں ذہن ترین آدمی ہو، اگرچہ اب تو بوجھنے بھاب سے بچا سکتے ہو۔“

”بڑے بالوں والا کچھ نہ بولا، بخیر دیر بعد ان کی گاڑی ایک بڑی عمارت کے کپڑے میں داخل ہوئی تھی، وہ گاڑی سے آخر عمارت میں آگئے بڑے بالوں والا اس کا ساتھ چھوڑ کر دوسری منزل کے ایک کمرے میں داخل ہوا تھا، وہاں بدکر کے اس نے غائب گزراں ہوئی تھی چھوڑ دوں انھوں سے بڑے بالوں والا کہا آپ

آندری تھا، وہ بالوں سمیت چٹک کا ایک مصنوعی چہرہ تھا جو بھینک کر اس کے اسل پر سے اتر چلا گیا تھا، اسل چہرہ ڈاڑھی اور گھونٹوں سے بے نیاز ہونے کے بعد بڑا ڈاڑھا تھا، پچھلی سی ٹانگہ کے نیچے آگے گزراں تک پہنچے ہوتے ہوئے ہونے ہونے کے نورنگ رنگ رہے تھے، آنکھوں کی نرنگی غائب ہو چکی تھی اس نے فون کا پیوڑا اٹھا کر دیکھ دیکھ میں کہا: غورم کو میرے کمرے میں بیٹھ دو، پھر پیوڑا کر لیں، بدکر کے اس نے کپ پورٹ سے ایک بوتل نکالی تھی اور اسے بوتلوں سے دھکا کر پڑا ہوا تھا، مقدار میں اس نے اٹھا کر بوتل رکھ کر وہاں سے کوئی غورنگوں سے گھورنے لگا، بدکر کے اس کی دھنگ ہوئی تھی، آجائو، وہاں وہی آدمی، دھندلاہ کون کر اندر داخل ہوا جس کی گھوڑے غلام سرخوش خیم ہو گئی تھی۔

”پورٹ... اس نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔“

”... پورٹ... چاہیہ... شاید؟“

”ہاں تم سے پورٹ طلب کر رہا ہوں، تم بھی تو اس کے ساتھ تھے؟“

”... وہی ہاں؟“

”کیسے گئی؟“

”... وہ چاہیہ؟“

”پورٹ بات چاؤ، اس دھاندا۔“

”شاید اس نے اس کے دل کے مقام پر ہٹ کر ماری تھی؟“

”اوہ! وہ چاہے اسے خاموشی سے دیکھتا رہا پھر اس نے دالے اسٹول کی طرف اشارہ کر کے بولا: بیٹھ جاؤ۔“

”منکرہ؟“

”اس وقت فون کی گھنٹی بجی، اس نے آگے بڑھ کر پیوڑا اٹھا لیا، روزہ“

”آواز مولی مر: دوسری طرف سے آواز آئی۔“

”میں...“

”غائب کرنے والی گاڑی کا ٹریفٹ کر دیا گیا تھا، لیکن ہمیں شہر سے کہنا بھی تعاقب کیا گیا تھا۔“

”اچھا بات ہے، اب تم دھڑا آنا، پھر اس نے سلسلہ منتقلی کر کے کسی کے کمرے میں کیے تھے اور ماؤتھ میں میں بولا تھا: ہاں۔“

”میں ہاں، دوسری طرف سے آواز آئی۔“

”معلوم کرو عمارت کی گزراں تو نہیں کی جا رہی۔“

”اوکے ہاں۔“

”پھر سلسلہ منتقلی کر کے وہاں سول پر بیٹھے ہوئے آئے۔“

طرف مڑا تھا اور اس کے کمرے میں ہوتوں پر ایک ٹک سی سکرابٹ نمودار ہوئی تھی۔

”وہ جھکے بیٹھ رہا، وقت ہاں نے گئے چھوڑ کر اس کے بائیں پیوڑا رزوردار کھڑک دیکھ کر ہی، اس کے حلق سے ایک کپڑہ سی بجی تھی اور وہ اسٹول سمیت دوسری طرف اٹھ گیا تھا، پھر غلام سرخوش کی طرف اس کا منہ بھی پھیرا گیا تھا، دونوں ہاتھ بائیں پیوڑا پہنے ہوئے تھے، انھیں کھلی کی پچھلی رہ گئی تھیں، ہاں سے پھر پورٹ اٹھائی اور وہ زمین گھونٹ سے کر کے بڑی توجہ اور دلچسپی سے دیکھتا رہا، وہ اب کھلی سے جس حرکت ہو چکا تھا، بڑی توجہ سے دیکھتا رہا، وہاں کھلی سے کر تھا تھا اور وہی کھلی فرش پر پڑے ہوئے آدمی کے حلق میں انٹھنکی کا کوشش کرنے لگا تھا، لیکن اس کا حلق تو کھلی کا بند ہو چکا تھا، شہر اس کے کھلے ہوئے منہ سے بہرگ تالین میں غیب ہونے کی تھی۔

”بیس ایک سی کھڑک ہاں نے دھاندا قہقہہ لگایا۔“

”فون کی گھنٹی پھر بجی، اس بار اسے اطلاع مل گئی کہ کئی کال لونی ایسا آدمی نظر نہیں آتا، میں پھر غزراں کر کے کا شہر کا بندکے۔“

”اچھا: اس نے ماؤتھ میں میں کہا: جتنی جلد ممکن ہو اپنے غلیوں میں منتقل ہو جاؤ۔“

”اوکے ہاں: دوسری طرف سے آواز آئی۔“

”ریور، بدکر کے اس لاش کی طرف متوجہ ہو گیا جو اسٹول سمیت فرش پر پڑی ہوئی تھی، اس کے کمرے میں ہونے ہوئے پھر سکرابٹ نمودار ہوئی تھی۔“

رات کے گیارہ بجے تھے، عمران کینس کی آدم کرسی پر غم دہاندا گھبراہٹ کا فون کی گھنٹی بجی، دوسری طرف سے عزت کی آواز سنا دی، ہاں وہ حالت بالکل خالی پڑی تھی، البتہ ایک لاش تھی وہاں، ظاہر صاحب نے لاش کی تصویر لے لی ہے۔

”ٹھیک ہے... واپس آ جاؤ۔“

”بہت اچھا ہاں۔“

”ریور، بدکر عمران، کھلی پر سزا دہی کا کھلے پر قاتلا پٹ پر اس کی پٹیاں کیں اور کٹ پٹنا بڑا بہرنگل آیا، بخیر ریور، اس کی کرسی اس عمارت کی طرف جا رہی تھی، شاید اس نے وقتی طور پر اس عمارت کو نظر انداز کر کے قلعہ کی تھی، فوراً ہی اس کی گزراں شروع کر دی تھی، شاید اس نے اخبارات میں سوشل کر نہ سرنے کے قتل کی خبر سنا ہوئی تھی اور اس نے اس طرح سکر

جہنم دی جتنی جتنی جیسے اس کی کوشش خاطر خواہ طور پر ہوا۔ ورنہ یہ جہنم سے بہت دور اس نے گاڑی رکھ کر انہیں بند کر کے نیچے اُتر آیا وہ پہلے ہی حالت کی طرف جا رہا تھا۔ سوکھ جھوٹ دی جتنی جھوٹوں میں اندھا رہا تھا۔ خدا انہی ہی دریں وہ حالت کی پشت پر جا پہنچا۔ شاید اندھا چاہتا تھا۔ آج بھی وہ حالت تھے ایک ایسا بھی تھا جس پر پڑا کر دیکھ کر کم از کم جہنم کے نزدیک پہنچ رہی تھا تھا وہ ایک درخت کے قریب پہنچا تھا۔ کھانہ، چاکل پٹیس کی گاڑی کے تین سائے دینے لگے تھے۔ وہ چپ چاپ وہاں پہنچے کے لیے بیٹھا تھا۔ شاید حالت خال کرنے والوں جیڑیں سے کسی نے ان لاش کی موجودگی کی اطلاع دے دی تھی۔

نویسٹر میں پڑھ کر وہ پھر اپنے نعیش کی طرف مائل ہو گیا۔ سلیمان کسی سے لوں پر آگیا تھا۔ عمران نے اشارے سے پوچھا کون ہے۔

آئی وہی پھر صاحب زب۔ سلیمان مانتھ چس پر ہاتھ دھو کر بولا۔ دوسرے داغ جاہت رہی ہیں۔

”اگرچہ دوسرے عمران نے کہا اور دوسروں کے، تھ سے جھپٹ گیا۔ بیسویں۔

”کون ہے؟ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”میں ہی ہوں۔ وقت کا خادم... فرمائیے۔

”تمہارے وہ سالانہ بیچنے پر نہیں پہنچاؤ؟

”ہی... پہنچا تو دیا تھا؟

”کہاں پہنچا دیا تھا؟

”جنگل پر۔

”میں نے بیچنے پر؟

”کمال کر لی ہیں آپ بھی پھر صاحب۔ کیا صاحب نے آپ کو نہیں بتایا کہ وہاں پر اس قسم کی کشتیوں کو نہیں کیا کرتے۔

”نہیں... وہ تو وہاں سے بے ہوش پڑے ہیں۔

”پھر اس کی جگہ سے مرجع کا سٹوف استعمال کر بیچے ہوں گے۔

”کیا بکواس ہے؟

”حقیقت عرض کر رہا ہوں بیگم صاحب۔ صاحب پر کوئی نظر رکھا کریں؟

”اچھا ایک بات تو بتاؤ۔

”فرمائیے۔

”اس حالت سے کب کی دشمنی نکال سہ؟

”اس شہر میں ایک بھی ایسی حالت گزرنہ دیکھا اپنے نہیں

کرنا جیسی دشمنی؟

”اگرچہ اس کو بھروسہ ہو جائے تو۔

”میرے خوف شہر میں کہاں سے کہہ سکتے ہیں۔

”گھر میں نشانی ہی کیوں نہ؟

”صاحب جوش میں کہتے ہیں آپ کی کہاں کی داریں گے ویسے میں سوچتا ہوں کہ ان کے بعد آپ کیسی نہیں لگی۔

”نشانی آپ کے ساتھ ہی سلسلہ متعلق کر دیا گیا تھا۔

”آخر یہ کون کسری ہے؟ سلیمان نے اسے دیکھ کر دیکھ کر کہا تھا۔

”نیک دیکھو بیڑے کہ کس کی ہوں اس سسری سے بھی پتہ لگے۔

”کسی دن پہچانی میں گھایاں سناؤں گا۔

”نہ سن ڈیڈ ہو جائے گی بے... شہر پر ایسا ست کرنا۔

”آپ نہیں مانتے تو مجھے بڑا سمجھنے لگتی ہے۔

”عمران نے آگے جا کر سے ہلنے کا اشارہ کیا اور کوٹ آواز دی کہ خاتون پھر کوئی کی جتنی بھی۔

”بیسویں اس نے دیکھ کر بولا۔

”مندر... ہم وہاں گئے ہیں۔ سرسبز عمارتیں وہیں کھڑی تھیں۔

”کبیں اور چلے گئے ہیں۔ جو کتا بے شہر ہی وہاں آئے ہوں۔

”آپ تصدیق کریں گے؟

”اچھا... اچھا... اور کوئی خاص بات؟

”میں نے شاید کچھ انداز لگایا دیکھا ہے۔ آخر اس بچہ؟

”آپ کا کیا بچہ؟

”نشانی آپ کے گھر میں سے سلسلہ متعلق کر دیا پھر ان کے سر سلطان کے مقرر کیا گئے تھے۔ کیا سر سلطان موجود ہیں؟

”ہاں... سو رہے ہیں۔ آپ کوئی پتہ؟

”عمران؟

”کیا پتہ دوں؟

”نہیں، وہی کوئی سے کہہ نہیں سکتے۔

”شام کو؟

”صبح اٹھیں بتا دیں گے۔ میری ریت دریافت آجھی۔

”بہت اچھا۔

”دیکھ کر اس نے سلیمان کو آواز دی جتنی کھڑی دی رہا وہ آیا تھا۔ آج رات کا کھانا؟

”جس کو کھا جائے گا۔ اس وقت نائمن ہے۔

”کیا کتنا ہے؟ عمران نے کھانا کھانا کھانا۔

”میں سمجھا تھا کہ ان مرتبوں میں آپ کا بھی عقوبت ہے۔

”آپ تو کیا کچھ نہیں سمجھتے؟

”سوچتی ڈیڈی روٹی اور سوکری پٹیل دال کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔

”نیک کہے ہو تم سے سوچ کر تو آج کل وہی دال۔

”کون کہاں سے۔ سوچتی روٹی اور سوکری دال میرے پیٹ میں ہے۔

”اچھا قاتل میں جتنی بھی کھا ہواں گا۔

”نیک کہتے تو پھر کیا کیا کہیے گا۔

”ہاں تو ہے۔ عمران کسی صورت بنا کر بولا۔ نہ دیکھا گیا۔

”پتہ ہی وہ کچھ کھاتا تو پھر اس نے وہ بار کوٹ پٹا اور دال سے سے بنا کر لیا۔ اس بار عمران کی گاڑی میں ٹاپ ٹاش کلب کی طرف جاری تھی لیکن کھڑی ہی دیکھا اس نے مومن کر دیا اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ اسے سرور دھکیلا کھو کھوایا مارا گئے تھے۔ عمران بڑبڑایا۔

”اس نے گاڑی ایک گلی میں روک دی۔ دوسری گاڑی بھی مڑی تھی۔ عمران اگلی سوکری پٹیل آیا۔ دوسری گاڑی اب بھی پیچھے لگی ہوئی تھی۔ دوسری طرف تھیں کہنے کے بعد کہ تعاقب ہی کیا جا رہا ہے اس نے ایک جگہ گاڑی روک دی اور پیچھے آکر ایک ڈرگ اسٹور میں داخل ہو گیا۔ وہاں اس نے ایک زبرد کے مقرر ڈال دیے۔ دوسری طرف سے توڑی جا رہی تھی۔

”نشانی ٹاپ ٹاش کلب جا رہا ہوں۔ میرے عقب میں بھی کوئی ہے۔ مندر سے کہو کہ ٹاپ ٹاپ پیچھے۔

”بہت اچھا جناب؟

”عمران نے دیکھ کر دھکیلا اور کون کے پیچھے سے کر رہا تھا۔ دوسری گاڑی شاید کہیں پہنچ کر کبھی جتنی وہ پہنچ رہی تھی اس میں اشارت کیا اور گاڑی موڑ کر ٹاپ ٹاش کی طرف روانہ ہو گیا۔ عقب نہایتے میں پہنچ کر گاڑی کی پیڈل ٹائرس نظر آ رہی تھیں۔ گاڑی کی رفتار اس نے نہیں میں سے زیادہ نہیں بڑھائی تھی۔ جو کتا بے تعاقب کہنے والوں نے اسے فون کرنے بھی دیکھا جو جناب وہ بہت زیادہ فضا دھکیلا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے بھی اٹھیں دھکیلے میں دھکیلا کہ ان کا تعاقب کیا گیا تھا اور شاید وہ اس سے متعلق بھی پہنچے تھے۔ اسی لیے اس عمارت کو توڑ کر چلے گئے تھے۔ عمران سرچا رہا۔ ٹاپ ٹاش کے پارنگل ٹیڈ میں بکھری تھی۔ اس لیے اسے کچھ ہی میں گاڑی پارنگل کر لی تھی۔ اس کے بعد کچھ دھکیلے میں عمران کی گاڑی کے قریب پارنگل

کر دی تھی۔ پورے کلب پہنچے پہنچے عمران نے ان دونوں افراد کو دیکھ لیا تھا۔ اس گاڑی سے اترتے تھے ایک عورت جتنی اور ایک مرد وہ ڈاکٹر کلب میں داخل ہوا۔ یہاں نور پور ہوا تھا اور شاہ پرنس ای میریں خالی تھیں۔ عمران نے ایسی میریں منتخب کی جہاں سے وہ صدمہ روزانہ سے نظر رکھ سکتا تھا۔

”تعاقب کرنے والے بھی ہاں میں داخل ہوئے اور عمران کے قریب کی دو میزوں پر چھوڑ کر تیسری کے گرو بیٹھ گئے۔ عورت کھلی حسین تھی۔ جس کی عمر زیادہ سے تیس سال رہی ہوگی۔ مگر قدر اور اوریم تھا۔ کھلی اور چڑھی ہوئی ہوگی اس کے پیچھے ہر شاندار رنگ رہی تھیں۔ بلی بڑا وہ دونوں عمران کی طرف متوجہ نہیں تھے۔ عمران نے دیکھ کر اشارے سے پھر کچھ سوچا اور جوتے کھینچے بھیجے۔ کلب کے تھے ان دونوں نے بھی کھانا دیکھا اور پھر ہاتھ کھینچے گئے۔ رقص کی موسیقی جڑا بھنگی اور میزوں کے درمیان کھینچی ہوئی عورت کھینچے بھی گئی تھی۔ نور شوٹ ٹاپ کی ادایات کے خلاف تھا۔ نہ کھانے کی ان دونوں نے بدعت مانجی ہوئی تھی۔ بہر حال وہ فاسوشی سے سوچ پیتا رہا تھا۔ تعاقب کرنے والوں کی پیڑوں شراب کی بوس ہو کر گلاس نظر کرتے تھے۔

”کھڑی رہ رہا اس نے صدمہ کر دیا ہاں میں داخل ہوئے دیکھا وہ دونوں سے کہہ رہی ہیں کہ میزوں کا کھانا پیئے گا پھر عمران پر نظر پڑی تھی۔ اسے اس کے قریب ہی کی خالی میز پر کھانا دیکھ گیا۔ عمران نے تعاقب کرنے والوں کی طرف دیکھا وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھے۔ عمران نے صدمہ کی طرف دیکھ کر ان دونوں کی طرف اشارہ کیا تھا اور صدمہ نے ان کے قریب خالی میز پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان نے خالی کھانا تھی عمران اب تھے جوتے کھینچوں پڑا تھا صدمہ کو دے تھا۔ یہ اس کی پہنچ رہی تھی۔

”فضا بیڑہ وہاں کی میز کے قریب آ رہا۔ آپ کی کلاں بیڈا۔

”اؤ۔۔۔ اچھا۔۔۔ بہت شکہ۔ عمران آواز بڑا بولا۔

”کلاں بیڑہ پہنچ کر اس نے دیکھ کر اشارہ کیا تھا۔ دوسری طرف سے ایک میز پر دو آدمی آواز آئی۔ صدیقی نے اطلاع دی ہے کہ آپ کی گاڑی میں کوئی لوڑی کی جتنی ہے۔ میں سے دوسری کو جاہت کی جتنی کہ مندر کے پیچھے جاتے۔

”بہت اچھا جا رہے ہو؟

”شکر ہے جناب۔ ٹاپ ہاں نکل کر صدیقی کی گاڑی متعلق کر سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ کی گاڑی میں کوئی اس قسم کی کارروائی کی گئی ہے کہ وہ کچھ دور چلنے کے بعد پھری ہو جائے۔

میں نہیں دیکھیں کہ وہ کون ہے؟
 "میں آپ اپنی اپنی گھڑی استعمال کر رہے ہوں۔"
 "جہاں جہاں میں نے دیکھا ہے مجھے ہرگز نہ لگا کہ وہ وہاں
 سوا جھانک رہا ہے کہ وہ کون ہے وہی رہے؟
 بہت بہتر جواب تھا۔

پھر پھر کہ وہ اپنی اپنی گھڑی پر آتا تھا وہ جگہ جگہ
 کافی جگہ کی صفائی دیکھ کر اس کی طرف متوجہ تھا۔ کافی گرم کر کے
 عمران آگیا۔ وہ سوچا تھا کہ شاید اس کے ہاتھ کی گھڑی میں
 کوئی تیسرا بھی ہوتا ہو جس نے اس کی گھڑی پر ہاتھ صاف کر دیا
 پھر نکل کر وہ اپنی گھڑی کی طرف بڑھا تھا لیکن اس نے اپنی گھڑی
 کو باہر نکالنے نہیں دیکھا اس کی گھڑی میں ایسا رنگ دیکھ کر اس نے
 حق تعالیٰ سے راز کی نظر کیا۔

عمران نے سر کو نیچے ہی نہیں دیکھا وہی اپنی گھڑی کا
 دروازہ کھول کر دیکھ رہا تھا۔ اس نے انھیں سے پوچھا کہ اس کی طرف دیکھا
 ان دونوں کا کہیں پتا نہ تھا۔ صفائی نہ کھان دیا۔ باقی طرف سے
 گھڑی کی طرف دیکھا اور سر پر ہاتھ رکھ کر اس کے ہاتھ سے
 بھی پھر گھڑی پر دیکھا وہاں وہی تھی۔

عمران نے اپنی گھڑی اس طرح پر ڈال دی جو بند گاؤں
 طرف جاتی تھی۔ چاروں طرف سے شروع ہو گیا اور ایک بڑے گاؤں کا
 انجن سے منظم سا شور پیدا کر کے بند ہو گیا۔ عمران نے آکر پڑھت
 آٹھ یا نو بجے گاؤں کا جائزہ لینے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن
 اسی وقت تمام گھڑیاں گھڑی کی طرف ہی آکر گئی۔ اس نے
 سب ایک آدمی آکر عمران کی طرف بڑھا ساتھ ہی اس نے ہاتھ
 لگائی تھی۔ تم یہ وہی آدمی تو ہو جو۔ اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔

عمران نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیے اور بولا۔ بائیں ہاتھ
 ہوتا ہوں یا۔ پر اس میں تین۔ دوپے پچھتر پچھتر پچھتر
 ہیں۔ تم عمران نے کہا۔

قریب آکر وہ بائیں ہاتھ سے عمران کی پٹلیں ٹھونسنے لگا
 پھر اس کا ہاتھ اپنی پٹلی پر رکھ کر وہی تھا کہ عمران کا دایاں گھٹنا زبرد
 سے اوپر اٹھا اور ساتھ ہی دایاں اور اسے اٹھنے پر اٹھ بھی بڑا۔
 ساتھ ہی ایسی قوت پانچ مار کر سر پر آگئی تھی اور اس کا پیچھڑ
 اس کے ہاتھ میں تھا۔

اس کی پٹلیوں نے کہا تھا کہ دونوں کو لنگھ کر روک دیا جتنی
 ہے۔ عمران نے غیر متوجہ ہو کر کہا۔ اب ہاتھ سے لٹا کر
 زمین پر۔

وہ گھڑی دیکھ کر ہاتھ پر اٹھا پھر بولا۔ دراصل میں
 قوتور کا بھائی تھا۔
 "یہ وہی ہے جو عمران نے پوچھا۔
 میں نے کہا تھا سارا کچھ یہی ہے۔
 "بھائی تو ان کا ذاتی تھا۔ اچھا اب اس کا کچھ کرو۔"

وہ اٹھا تھا لیکن پوری طرح سمجھنے میں نہیں آیا تھا کہ ان
 نے یہ بات کہہ کر اس کی گھڑی پر ہاتھ رکھ کر وہاں آکر پڑھ کر کے
 نیچے جاتا یا اس بابہ جوش پڑ گیا تھا۔ عمران نے اسے اٹھا کر
 اسی کی گھڑی کی پٹلیں سیٹ پر ڈال دی۔ انھیں میں کی گھڑی تھی۔
 اپنی گھڑی اس نے وہیں سرک کے پاس سے چھوڑ دی اور اب
 حوالہ دی گھڑی سائیکو نیشن کی طرف لیے جا رہا تھا۔

صفدر اس وقت تک وہیں بیٹھا تھا جب تک کہ وہ وہاں
 نہیں آئے تھے۔ وہ باہر آئے اور ابھی تک کہ کراہ رہا
 دیکھتے تھے کہ ان کی گھڑی سے بھی کچھ تھی اور اس نے گھڑی سے
 جیسی جتنی کچھ تھی۔ پھر صفدر نے دیکھا کہ وہ پٹلیں ہی ان پر
 کی طرف جا رہے تھے اب اس کے لیے ڈھنگ کی تھی۔ پھر
 تھا کہ راستے میں انھیں کوئی ٹیکسی ہوتی اور صفدر وہیں کھڑا
 جا کر صفدر اس نے پھر انھیں گھڑی کی طرف متوجہ کر دیا۔ وہ
 کی پٹلیں آئے تھے۔ صورت بدلتی گئی تھی۔ ڈک گئی تھی اور موٹروں
 چلا گیا تھا۔ صفدر نے سوچا کہ شاید وہ کسی کو فون کر کے گاؤں
 طلب کرے گا۔ پھر جلد ہی وہیں آگیا تھا۔ وہ دونوں پہنچا
 میں کھڑے ہاتھ ہاتھ کر گفتگو کرتے رہے تھے۔

صفدر اپنی گھڑی میں بیٹھا انھیں دیکھتا رہا۔ عورت
 شخصیت کا رنگ تھا۔ یہ لگتا تھا جیسے کچھ بھی ہے ان کی نظر میں
 رہ چکا ہو۔ عورت دیکھ کر اس کے پاس آگئی تھی۔ لیکن
 بھی نہیں گئی تھی۔ پھر وہ عمران کے پاس سے گزرتے دیکھا تھا۔
 اسے حالات کا پتہ ہی نہیں تھا۔ پتا نہیں وہ حضرت
 اب کہاں ہوں گے اور کیا کر رہے ہوں گے پھر اسے خانہ نشین
 یاد آگئی۔ سخت میں باری گئی ہے چاروی۔ عمران نے اسے اس
 کے متعلق فون پر گفتگو کرنے سے روک دیا تھا ممکن ہے
 نسوین کا بھی اسی لوگوں کے کسی قسم کا تعلق ہو۔ پھر عمران نے
 ... کسی کو فعال نہیں دیکھا ہے۔ صفدر نے یہ دیکھا کہ
 سی سیہ گھڑی کہاں تھیں وہاں ہی تھیں اور وہ دونوں
 سے آگے بڑھ آئے تھے۔

ایک اور وہی ڈھانچہ سے گاؤں سے آکر ان کے لیے
 دروازہ کھولا تھا۔ وہ صفدر کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ سے
 کی صفائی تو نہیں ہوئی یا پھر اس نے اس کا اشارہ لے لیا تھا۔
 پھر اب تو دیکھنا ہی تھا۔

اس نے متنب شروع کر دیا تھا۔ اچھی گھڑی ایک عمارت
 کے سامنے تھی۔ اور صرف عمارت آکر عمارت کی طرف بڑھتی
 تھی۔ گاؤں پھر آگئی تھی۔ عمارت کا محل وقوع اس نے نہیں
 پڑے صفدر نے گھڑی کا متنب جاری رکھا تھا۔ پھر پھر
 پڑا۔ ان کی پٹلیں کی پٹلیں وہاں ہی تھیں اور پھر پڑا
 منٹ کے اندر کی اندر اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اسی چول کے
 فرما کر سوچا میں تمہیں ہے۔ ہم بھی معلوم ہو چکا لیکن کون کون
 نے تعاون نہیں کیا تھا۔

اس نے اب سائیکو نیشن کا رخ کیا کیونکہ وہ پڑھتا تھا
 کوئی تھی وہاں ہی وہ اس عمارت کے پاس دیکھا کہ عمارت
 آگئی تھی۔ تین سڑک عمارت تھی۔ اچھی دیکھ کر گھڑی سے
 وہاں تھا۔ پھر وہ سائیکو نیشن پہنچا ہی تھا کہ وہاں عمران کی گھڑی
 کا محل چلا گیا اور وہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے ساتھ کسی
 آدمی کو بھی لایا تھا جو ابھی تک ہے جوش ہے اور عمران کی
 میں بیٹھا اس کے ہاتھ میں آئے گا۔ انھیں رکھ کر دیکھا
 کا من روم کی طرف چلا گیا۔ یہاں عمران ایک کام کر رہی تھی
 آہستہ آہستہ وہیں چلا رہا تھا۔

"آٹھ... وہاں سے دیکھ کر سیدھا جیتا ہوا ہوا۔ اب
 یہ اعلان نہ دیکھ کر وہ دونوں لارڈ اور لڈی دھانسیوں
 تھی۔ اس کی گھڑی اٹھان نہیں ہے۔ عمارت دیکھا
 میں تھی اور وہاں کئی پٹلیں کے کوہ فرما کر سوچا میں
 ہے۔ نام نہیں معلوم ہو سکے۔
 "یہ بھی اچھا ہی جواب تھا۔

"کیوں؟
 "الٹی گھڑی... زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔
 آپ کے پاس ہے۔ صفدر نے اسے عورت سے دیکھتے
 ہوئے پوچھا۔
 "اس طرح دیکھا کہ... میرا دل کسی عورت کا نہیں ہو سکتا
 کرنے لگا ہے۔
 "ہاتھ میں آگیا ہے... وہ کون ہے؟
 "ہاں جوش میں آگئے تو بتا سکتے ہیں کہ وہ کون ہے۔"

اب اس کا عمران کے گھڑی کی طرف ہمارا ہی تھا وہ

تو نام نہیں لکھے ہوئے۔ پھر صفدر اپنی رپورٹ دیکھ کر دیکھا
 گیا تھا۔ وہاں ہی معلوم ہو کر عمران کا پتہ ہے۔ اس کا پتہ ہی
 تک جوش میں نہیں آیا۔ جس ہوسے میں زیادہ وہ نہیں تھی
 اس نے سوچا کہ وہاں ہی وقت کا من روم کی کسی آگاہی
 ہوا تھا کہ وہاں سے۔ ابھی بیٹھا ہی نہیں تھا کہ اس کی گھڑی
 ہوا اس کی کال ہے۔

دوسری طرف سے انیس ٹوکی آواز آئی۔ "دشا دشا میں
 اسے تلاش کر کے اس کے پاس میں مل سکتا ہوں۔
 بہت بہتر جواب تھا۔
 "ماورائے عمران کو پڑھت دے گئے ہوں۔
 بہت بہتر۔

دوسری طرف سے صفدر متنب ہونے کی آواز آئی۔ اس
 نے بھی رپورٹ کر دیا تھا۔ اس روم میں آکر دیکھنے لگا۔ سب
 سے پہلے تو اسے معلوم ہوا کہ وہ اس عمارت کے کسی پٹلیں
 رہتی ہے اور وہ بھی اس عمارت میں تھیں ہوتا ہے اس کے پٹلیں
 سے آکر دیکھتے تھے۔ نام تو معلوم نہیں تھا تو پھر اب اس
 عمارت کو کھنڈر بنائے گا۔

پھر صفدر نے وہ سائیکو نیشن سے نکل کر پڑھتا تھا ایک
 رپورٹ میں اس کا نشانہ لگا تھا اس کی طرف دشا دشا تھا۔
 پھر ایک ہوسے سے پڑھتا تھا کہ عمارت کے کینٹون کے نام
 عمارت کے ہر دور میں تھے اس میں کئی عمارتیں تھیں۔ ان میں
 بات نہ بن سکی۔ اس کے بعد وہ پہلی منزل کی عمارت دیکھا
 پہنچا تھا۔ وہ چاروی میں چلا گیا کہ اس کے سر سے وہی تھی
 دیکھا دیا وہ کچھ بات اس عمارت کے ساتھ تھا۔ وہ دوسری
 منزل کے پٹلیں کی طرف متوجہ تھا۔ صفدر پڑھتا تھا۔ دوسری
 منزل کے ایک پٹلیں کے سامنے تک اس نے کال لے لی کہ
 دیا تھا اور دروازہ کھینچ کر کھینچا کر کے دیکھا صفدر تیسری منزل
 کے پٹلیں کی طرف بڑھا گیا۔

تیسری منزل کی دشا دشا میں وہ سرگرمی سے لگے
 دیکھا۔ وہاں ہی اس کے دوسری منزل پر آیا اور اس غلیظ
 کا ہر دیکھ کر وہاں کے لیے لپٹنے لگے۔ دشا دشا کے نام
 پہنچ کر اس کے لیے اس کا کھانا تھا جس پر کڑوا دشا کے
 نام تحریر تھے۔ سرور شہر کے غلیظ کے سامنے۔ ماضی میں
 لکھا ہوا تھا۔
 اب اس کا عمران کے گھڑی کی طرف ہمارا ہی تھا وہ

عالمی تھا فرشتے اور پھر بھی کیا یہاں نصب ہوئی تھی۔
 حوران آئے تھے کہ ان کو دیکھنا اور وہاں بٹھے ایک سوار تھا۔
 آئے دیکھو اس نے سب کو آواز دی تھی اور اس کے لیے بھی کچھ
 لئے کو کہا تھا۔
 نہیں شکر! میں ہاتھ کر رہا ہوں۔
 "خیر... خیر... بیٹو! شاید اس کا نام سیدہ دانی ہے اور
 غلیبہ فرشتہ میں رہتی ہے۔
 سیدہ کا نہ حیرت سے کھلا ہوا تھا اور پھر جس نے تھی سے
 دانت بھیجے تھے۔ سارے جوش پر غلغلہ مانی پڑ گیا تھا۔
 "پروردگار! حوران نے آقا ہدایا تیرے بہت چرئی
 دکھائی ہے اور مجھے حسن اتفاق سے معلوم ہو گیا۔ مجھ سے بعض
 کو بتایا تھا کہ کچھ رات اس پر کسی طرف تھوڑا تھا۔ اور اس طرح
 اس نے ایک گاڑی پر تھوڑا تھا۔ گاڑی کی کمریٹ کے بارے
 میں پچان ہی کرنے کے سلسلے میں اسے ایک عورت کا نام اور
 پڑ معلوم ہوا تھا۔ اتفاق سے وہ عورت وہی تھی جس کے سلسلے
 میں مفرد سلولت فراہم کرنے لگا تھا۔ وہ گاڑی اسی کی ہے۔
 حوران پروردگار! وہ سب کی میں نے پائی تھی اس کا ڈرائیور تھا۔
 لی! لی! اس نے اپنی زبان غلطی بند نہیں ہے۔ اس سلسلے کا
 خیال سے کو وہ اب بھی جوش میں نہیں ہے۔ گوی پڑا دود
 سے آقا پڑ گیا تھا۔
 "میرے پاس بھی ایک گاڑی کا نمبر ہے۔ مفرد مرد وہی
 آواز میں پورے پھر اس نے عجیب سے نوٹ جب نکال اور اس
 کے مشقات اشارہ کیا۔ وہی گاڑی ہے جو مردے لاپ ہیں
 جب کی تھی۔ اس کا نمبر نوٹ کیجئے شاید اس سے مرد کی شخصیت
 پوری پڑے۔
 "چند پروردگار! حوران نے میری طرف اشارہ کیا۔
 مفرد سے خبر تو کچھ کیجئے اور پھر آجیٹے کی میری پر آجیٹا۔
 "لو... ایک کپ کافی پی سہی۔ حوران اس کی طرف بڑی
 بڑکھا ہوا ہوا۔
 "مشکرہ!
 دو تین گھنٹے پہلے کے بعد بولا تھا۔ بکونی سر پر بھی ہے
 اس کیس کا۔
 "ابھی تو صرف ایکس ٹوکی ڈم سے ملتا ہے۔ پروردگار! وہ
 میری دم مرد کی میں شادی کرلی وہ اب سہرا لکھا کر فرشتہ اولاد
 سے ملک آکر جنگلی لہ رہا۔

"بات آگاہی کے گوش دیکھئے۔
 "اسے میرے دوست لکھا تھا کہ اپنا بھی جی جان سے کراؤ
 میں ٹانگ ٹوٹاں مار رہے ہیں۔ اب اس خبر کا حال ہی کچھ جانا
 ہے۔ اس نے حوران پر ایک زبردستی فرمائش کی تھی اور وہی
 طرف سے جواب لئے پر کہا تھا کہ ایک گاڑی کا نمبر ہے۔ کھو: نمبر
 کھو اپنے کے بعد وہ تھا معلوم کر کے نام پر پڑی تھی ہے
 ہاں جلدی ہی ہے۔ دیکھو وہ کو وہ مفرد کی طرف مڑا تھا۔
 "سیدہ دانی کا پڑا ہوا مفرد سے سوال کیا۔
 "کیا تم نہیں جانتے کہ اس حالت میں روزہ تر خواتین لازم
 کہانی ہیں؟
 "کو...
 "آجی جڑیں ہیں۔ حوران سر ہلا کر کہہ۔
 "فرشتہ کوئی کشتی کی تھی اور حوران نے دیکھو اٹھایا تھا۔ او
 ... جی! میں ہی کہی ہوں۔ ... سادہ کیم ... جی! اس آپ سو رہے تھے
 بہت خاص بات ہے۔ میں آپ سے آواز میں ملنا چاہتا ہوں
 ... گیا رہے۔ جی بہت بھتر... ملک گیا رہے۔ جی جی جی جی
 دیکھو کہ کراس نے گاڑی کی دوسری پائی تیار کی تھی اور سیٹیاں کو
 آواز دی تھی۔
 "فرمائیے: وہ کسے میں آکر کہہ۔
 "پھر کے کسانے میں کیا ہے؟
 "حقیقتہً کا گشت۔
 "ابے کہیں سے آقا لگاؤ؟
 "براہِ دلائل کے عا رہے کہ...
 "جسے ہی جسے مجھو ایسے ہوں گے۔ حوران نے یوکی
 سے کہا۔
 "یوکیاں بھی تھیں... وہ میں نے ہی کو کھلا دیں۔
 "وہ آقا تو نہیں ہو گیا؟
 "اب آپ لیجئے گا کہ اسے میں نہیں کہ یوکیاں تو خود کہیں
 اور ہاں ہی کے آگے ڈال دیں۔
 "حقیق کہتے ہیں۔ حوران نے غور سے یہی کہا۔ بہر حال
 دوپہر کا کیا تھا۔ سارے ساتھ ہی سبہ کا۔
 "جی! کوں کا سوچ جاناں؟ سیٹیاں نے جبکہ کر چھا۔
 "... بہت حاشور ہو گیا ہے۔
 "دفع ہو جاؤ؟ حوران آقا لگا کر وہاں اور سیٹیاں تہا سائنز
 بتاتے ہوئے رخصت ہو گیا۔

"اب کی ہو گا ہے۔ اس نے مفرد سے پوچھا۔
 "ات کو کچھ کا کچھ جانا ہوں۔ اگر اجازت ہو تو میں پڑا ہوں۔
 "میں کچھ گیا۔ حوران نے اس کو دیکھ کر ہوا۔ چہرہ پر کچھ
 پڑا ہوا ہے۔
 "دیکھو کہ آپ میرے ساتھ کافی پیش ہیں کیے؟
 "وہ جی سے یادداشت۔
 "عورت جانب آپ کو کچھ سے کہیں دیکھنا
 [5]
 "میرے اس کے نظریے جیسے ہی اس نے اپنی آنکھ
 کی دماغ چھوئی تھی۔ وہ آواز میں پڑا گیا تھا۔
 "آپ خبر تو کچھ خودی واپس آگئے۔ حوران نے کہا۔
 "موجودہ حالات میں وہاں آس ویلے میں پڑے رہنا
 اب نہیں سمجھا!
 "میں جی جی پڑا تھا۔ میں آپ سے کہ نہیں سکا تھا۔
 "ویسے میں نے یہاں بیٹھنے ہی دو آدمیوں کی ڈیوٹی لگا دی تھی۔
 "ان تو مجھ پر تھے وہ ساراں کہے ہوئے تھا۔ میرے سلسلے میں
 نہیں کر چکا۔
 "خام نسوین کرنا
 "نہیں... میرے سلسلے میں چل پڑے۔
 "اور ہو تو کیا آپ کبھی دیکھ کر سب سے کیا وہی سزا مستحق
 نہیں تھا۔
 "انسانی نظر سے تو یہی تھی۔ میرے سلسلے میں وہی آواز
 نہ رہے۔
 "میں تو مجھ سے بھول ہا سید اہی جڑیں پر پڑی نظر ہے۔
 "خیر بہر حال میں سے یہ سزا پڑا پڑا کو ذرا ایکس ٹو کا ناقص
 نکلا ہے۔
 "لی! ایس! ایس! میرے سلسلے میں آج سے کہتا اور پھر
 ہے ساتھ میں کہہ رہے تھے۔ حوران کو غور سے دیکھا تھا اور ان کے
 ہاتھ پر سٹوٹس اٹھائی تھیں۔ پھر انہوں نے ہیکر کا دانہ سے حوران
 کا کیت پڑا۔ اور اس کے ہاتھ پکڑے۔ اسے کاشا رو کرتے ہوئے ساڑھ
 بہت کر کے میں داخل ہو گئے تھے۔ دروازہ آواز سے بند کر کے
 کیت پڑا کر سہج آن کر دیا تھا اور پھر ایکس ٹو کی آواز سننے
 لگے تھے۔
 "مظہر کے ہاتھ پر سہج آن کر کے بولے۔ نہ تم ایکس ٹو کا
 ناقص طلب کرتے اور نہ مجھے ڈرا۔ وہ ناقص ٹاپ ٹرٹ سکین

کے دیکھو وہ اس سے آگے اس ایکس ٹو کی دہائی سے بڑھ کر
 کچھ کہہ سکتی تھی۔ وہ اس کی آواز کو سننے ہی بڑھ کر کچھ
 کہنا لگا۔ اس نے غور سے اس کی آواز کو سننے ہی بڑھ کر کچھ
 لیکن اس کی سلاطین کے ہاتھ پر پڑا۔ وہ اس سے ایک خبر کی نشانی
 خلسہ میں آکر رہی ہے۔
 "حوران نے نہ پڑا ہوا سر کو حشر دیا تھی۔ راک جی
 جی! اور جی بات ہے۔ اس نے ہاتھ کر لیا تھا۔
 کیا لاپ
 "اب نہ صرف اس کا آواز بولے کہہ میں نہیں ہو رہے
 جی! ہاتھ میں کہہ دیکھو کہ اسے ایک سارے خلسے میں نام
 کرنا ہے۔
 "اب اس کو دیکھو تو پڑا دود کا کہہ کہیں کے سلسلے میں
 بھیج کر رہے۔
 "خیر... مجھے جی جی پڑا گیا ہے۔ اسی حال میں پڑا ہے
 دیکھو جی دکھان کا ایک سر۔ جی! ایکس ٹو کی اصلیت سے
 واقف ہے لیکن اس کو اس پر اس حد تک اٹھا کر لے کر اس کا
 کا نام اور پڑا ہوا سر کو حشر دیا نہیں کھتا۔
 "تپ ترات صاف ہوئی میں خود دیکھو کہ وہ دم میں جا کر
 ناقص لگاؤں کا اور دیکھوں گا۔
 "اس کی بھی ضرورت نہیں۔ یہاں اس کو کچھ بھڑا امت
 پہنچا ہے۔
 "جی! یہی تھی سنی۔
 "آپ اس معاملے سے بالکل متعلق ہو رہے لیکن پھر
 یہی کہہ گا۔ یہ تو آپ جی جانتے ہیں کہ ایکس ٹو کون ہے۔
 "اسی لیے تو گاؤں سے پڑا ہوں۔
 "میرے سلسلے میں اس حالت خلسے سے متعلق ایک مختصر
 نوٹ لکھ کر حوران کے حوالے کیا تھا اور پھر حوران وہاں سے رخصت
 ہو گیا تھا۔ ایک جنگ فون نوٹ سے ایک زبردستی لکھا گیا۔
 "کوئی پڑا ہوا سر کو حشر دیا نہیں کھتا۔
 "نیش۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔
 "تو متعلق ہیں کہ ایک نیش میں تھا ہے۔
 "جی! ہاں اور دوسری اطلاع خام نسوین کے کہے میں ہے
 ہاتھ دے کر پھر میں اس آدمی کی آنکھوں کے نشانات سے
 مل گئے ہیں جس کی شہ میں نے پڑا ہوا دال صحت میں دیکھی تھی۔
 "حالت کی ملکت ہے؟

"میں تھا جسے ایک گے ہمارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"
 "اچھا، ان کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتے۔ وہ ایک سو تالی ہے
 مسٹر جانسن؟
 "گوئی میں کب سے نگر انداز ہے تمہاری لالچ؟
 "بندہ دن سے جناب۔
 "تم مجھے کس لے جانتے؟
 "لالچ پر... مجھے یہ علم ملا تھا۔
 "تو لالچ بھی گوئی میں ہی منگوا کر ہے؟
 "ہو نا تو چاہیے لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے سیری واپس نہ ہونے
 کی صورت میں منگوا کر لایا گیا ہو۔
 "یہاں سے کہاں جا سکتی ہے؟
 "آس پاس کے کسی بھی بڑے سے میں۔ واصل بارہداری
 کی لالچ ہے یہاں سے دو بجی تک جاتی ہے۔
 "اور وہ بارہداری قانون نہ ہوگی؟
 "قانونی ہی ہوتی ہے۔ لیکن کسی قدر قانونی بھی غیر قانونی
 اس وقت ہوتی ہے جب فریضہ مال آتا ہے۔
 "میں سمجھ گیا جب تک ہم مناسب نہیں گئے تم یہیں
 آرام کرو گے۔
 "میں نے سب کچھ صاف بتا دیا ہے اب مجھ پر ہم
 کیجئے ریبرے جھگڑے چھوڑ دیجئے۔
 "نہا ہرے کو کم اپنے اس کام کے وجہ سے مبینوں گھر کی
 شکل نہ دیکھتے ہو گے۔
 "لیکن ہر ماہ پیسے تو بھجواتا ہوں۔
 "پتہ نکھو دینا... پیسے پہنچ جائیں گے۔
 "میں آپ کی مرضی... اب تو حالت ہو رہی گئی ہے۔
 "پائرس ڈاؤن یا حدیہ بھی لایے ہو جاتے ہیں۔
 "جن میں جناب، میں نے ان دونوں کو یہی یاد دیکھا ہے۔
 "اب تک دس مہینوں کی قید اور وہ مہینے کس مہان ہے وہ
 تو ہمارا ہی کہتا ہے لیکن وہ بے چاری کچھ ایسی ہی رہی ہے
 جیسے اسے اپنی مرضی کے خلاف لالچ پر رہنا پڑا ہو۔
 "ہم معلوم ہے۔
 "کیوں نہیں اکتان آئے مس موشی کچھ کرنا طلب کرتا ہے۔
 "اوہ... اچھا اب آدہ کرو۔ عمران اٹھتا ہوا بولا۔
 لالچ ٹیبل سے اٹھ کر وہ دونوں اسے لے کر تھے جن

گئے تھے جہاں دشا ودا واقع تھی۔ صدر کی گاڑی مل گئی تھی اور
 تھانے کا پتہ اس کو منظر تھا۔ صدر نے اپنی گاڑی تھانے
 سے غلے لے کر پورے تھانے تک آجاتا تھا۔
 دیر بعد صدر اپنی گاڑی میں تنہا کوئی دی۔ پائرس شاید تھانے ہی
 میں رہ گیا تھا۔ صدر نے اس وقت بھی فیصلہ کیا کہ اسے صدر
 کا تعاقب کرنا چاہیے۔ وہ دشا ودا کی کھالے نہیں اور جا رہی تھی
 صدر خانے سے اسے اس تعاقب کر رہا تھا۔ شہر سے نکل کر وہ
 بندرگاہ والی سڑک پر ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد صدر نے اسے یہی
 ہوئی کہ کیا وہ شہر داخل ہونے دیکھا وہ اپنی گاڑی غلے کو شہر
 کی طرف لے جا رہی تھی۔ اس کے بعد وہ اس کے پیچھے ہی ڈاؤن تک
 ہل میں داخل ہوا تھا وہ ایک بڑی فوف پر تھی جس کی جہاں ایک
 غیر ملکی بیٹھا تھا لی رہا تھا اس کے قریب پہنچے وہ سکرانہ بولا
 تھا اور دھاوا کر کے اسے پیچھے کر کے تھا۔ صدر نے ان کے پیچھے
 میز سنبھال لی۔ صدر نے اس سے فرانسیسی میں کہہ رہی تھی کچھ
 تو مل گئی ہے لیکن ریڈیو اور ریکارڈ میز غائب ہے۔
 "میرا آدمی بھی ابھی تک واپس نہیں آیا۔ مرنو بولا۔
 "کس اس کی حرکت نہ ہو؟
 "سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ملام۔ کیا اسے اپنی زندگی عزیز
 نہ ہوگی۔ میرا خیال ہے کہ وہ پڑا گیا ہے۔
 "اگر پڑا گیا ہے تو ہم لوگوں کے لیے خطرہ تک بھی ثابت
 ہو سکتا ہے۔
 "خطرات تو زندگی کے ساتھ ہیں۔ اس نے لاہروانی سے
 شغل کو جانشین کے کہا۔
 "ہو سکتا ہے تم اپنے ہی دیر ہو لیکن مجھے تو سی شہر میں
 رہنا ہے اور پائرس کی زندگی بھی خطرے میں رہ سکتی ہے۔
 "پائرس بھی ہمارا ہی دین ٹور ہے۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔
 "مجھ سے لیکن میرے لیے دشواریاں پیدا ہو سکتی ہیں۔
 "مجھ سے ساتھ کب ہوں؟
 "لالچ پر... تمہیں کچھ دنوں کے لیے موہ لینا چاہیے گئے
 "سنو... تمہارے آدمی نے سب کچھ اگل دیا ہوگا۔
 "آف... فوہ... چہرہ تو میں تھا اسے لیے کہ کروں؟
 "میری کوشش نہیں آتا۔
 "تو میری عقل پر بھروسہ کرو... چلی جاؤ... لالچ پر۔
 "اپنا ضروری سامان تو لے آؤں؟

"چوہن کی بی بی، پاس رکھو دے دیکھ کر بڑے تھری ہی چلا آئے
 چوہہ وائل تھی اور اس سے صاف کر کے باہر چلی گئی تھانے سے
 کا آدہ ترک کر دیا۔ اس سے میرے آدمی پر نظر رکھنا چاہتا تھا۔
 سے اذکار ہو گیا تھا عمران پر کر کے دلاس کا بھی ہوا تھا جواب
 تک واپس نہیں آیا۔ اس کی شیش لالچ کا ذکر کر رہا تھا جو پورے فوجی
 ہی پر نظر انداز ہوا اور صدر کو بڑے موارسلہ پہنچ گئی۔ دیر کو جاکر اس
 نے ان کی طلب کی تھی۔ اتنے میں غیر ملکی بڑے کو لائیک کر کے اپنی کرسی
 سے اٹھ گیا تھا۔
 "جاؤ پیسے تم بھی جاؤ؟ صدر آہستہ سے بڑبڑایا۔ تم اپنی لالچ
 پر جاؤ گے جو تھری ہی پر نظر انداز ہے اور میں تمہیں جہاں بھی چاہوں
 کر سکتا ہوں۔
 وہ بھی چلا گیا اور صدر کا کافی کچھ کہاں بیٹا رہا۔ دیکھتے دھڑان
 کو صحت حال سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ آٹھ کر لائیک پر آیا اور ان پر
 کال کر کے کہاجاتے تھے کہ عمران کے کمرے میں کیسے وہ گھر پر نہیں تھا۔
 اس لیے سائیکو پٹیشن کے پڑے تھے کہ لائیک اور وہ وہاں مل گیا تھا صدر
 نے بدتر دی۔
 "بہت اچھے۔ ہاؤز عمران کی آواز آئی۔ انما کے استحقاق تھے
 جارہے ہو۔ اس کا نام وراثت ایلک ہے اور وہ آدمی فرانسیسی
 نہیں رہا تھا۔ اس کا نام پوکاس ہے اور شاید یہ نانی اور
 فرانسیسی کے علاوہ کوئی اور زبان نہیں بول سکتا۔ بہر حال یہ معلوم
 کر کے کوئی پتہ نہ پڑا۔ صدر بھی فرانسیسی بول سکتی ہیں۔
 "تم کو درست نہیں۔
 وہ میں ٹھیک کرادوں گا۔ تم ذکر کرو اور اب واپس آ جاؤ۔
 باقی میں خود دیکھ لوں گا۔ آج کے پنے کا بہت بہت مشکوہ: کل
 میرے ساتھ تھیں کے پاس اور کرسی کی اور تھری کھانا کھا۔
 [۱]
 صدر نے وراثی اپنے لائیک میں داخل ہوئے ہی مچھل چڑی
 سامنے آرام کر کے پراک آدمی نے دلاز اسے اچھلے انکھوں سے
 دیکھے رہا تھا۔ نت۔ تم۔ وہ ہاتھ اٹھا کر بھلائی۔
 "ہاں ملام۔ میں نے کہا کیوں دشمنی وحدت میں حاضر
 ہو جاؤں تم کیوں غمخوارہ پریشان ہوتی چھری ہو؟
 "یہاں سے چلے جاؤ۔ ورنہ میں پائرس کو طلب کرلوں گی۔
 "ہاں۔ عمران فریڈ سائنس کے کہلائی۔ ہلا خرما پائرس
 ہی تک پہنچے گا؟
 "تک۔ کیا مطلب؟

"میں نے سب کچھ تو تم بھی غامض نہیں کی طرح مارواں جاؤ گی۔
 "مجھے غور نہ کرنے کی کوشش نہ کرو۔
 "تم نے جو بولی دکھائی ہے اس کی بارداشت میں وہ تھیں
 سمندر میں چھبک دیں گے۔ قدم دیکھ کر تو دیکھو ڈسٹ ایلک ہے۔
 وہاں کیوں کھڑی ہو اور اگر کچھ بڑھو۔ وہ وہاں کیسے لپٹا واپس
 نہیں جاؤں گا۔ وہ لائیک نے پورے تھانے سے آگے بڑھی تھی اور
 اسی کے قریب ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ وہ لائیک کہاں گئی؟
 "کون لائی؟
 "وہی جو وہاں سے غائب ہے ایک سماعت خانے میں ملازم
 تھی۔ بطور اطلاع غیر ملکی پراس کی ملازمت بھی جاتی رہی۔ دو
 ماہ سے اس کا فلیٹ منتقل ہے۔ کراہ چھو رہا ہے۔
 "میں نہیں جانتی وہ کون ہے۔
 "تم اسے تو تھی کہ نہیں جانتیں۔ عمران نے حیرت سے کہا
 پھر اگر اس سے پڑی چھری ہے اس کی کرسی ڈسٹ دی ہوتی تو
 ایک بے گناہ تھانے اس کا کام نہ کرنا پڑتا۔ سب سے تکی مال
 لائیک والی کھڑکی سے اندر داخل ہوئی تھی گولی جیسے گلزار پر مل
 تھی اور وہ چڑچڑ ہو گئی تھا عمران کھڑکی کی طرف جھپٹی تھی کہ
 نیچے سے کسی گاڑی کے اسٹارٹ ہونے لگا وارا کی وہ کھڑکی سے
 ہالکی پر کھڑکی لپٹی سی سیاہ گاڑی بہت دیر چلی تھی۔ وہ پھر
 کمرے میں واپس آیا۔ صدر اب بھی فرش پر پڑی ہوئی تھی اور
 اس کی رنگت زرد ہو رہی تھی۔ نکل گیا۔ سیاہ گاڑی بھی کیا یہ
 ممکن ہے کہ وہ فٹنار سے صاحب ہی ہے ہوں۔ عمران نے اسے
 غور سے دیکھتے ہوئے کہا پھر اس نے کرسی سے بھی کھڑکی اور
 اسے اٹھا کر رکھا دیا تھا۔ وہ کسی کمرے کے سے انداز میں بالکل
 گم غم تھی۔
 عمران نے فریڈ ہونے گلزار کی کھڑکیوں کے ذخیرے گولی
 ورنہ زندگی لائی اور اسے پڑی احتیاط سے اپنے کمرے کی اندرونی
 جیب میں رکھ لیا۔ ایسے کھیلوں میں کہیں جو تھانے تمام۔ وہ بہتر
 سے بولا۔ "تھانے لائیک کے ڈرے کچھ بہتر ہے۔ اکتوں کی جیتنے
 پڑتے ہیں۔
 "ہم۔۔۔ مجھے... کہاؤ۔ وہ کہلائی۔
 "مکن ہے۔ عمران سر ہانک کر بولا۔ اس کی اسی سریت
 میں جیب تم سب کچھ کا تادو۔
 "بتاؤں گی... مجھے یہاں سے کہیں اوبلے چلو۔
 "یہ بھی ممکن ہے۔ چلو اٹھو۔ جو کچھ ساتھ میں ہونے لگا۔

سفاک، انہی میں سے ایک میں ملدی جلدی کے چیزیں مخصوص تھیں اور اپنے گنے
 لیے تیار ہوئی تھیں۔ غیبت و شغل کر کے وہ کچھ آئے تھے۔ عمران کی
 گاڑی موجود تھی اس نے صدر سے کہا تم کچھ سیٹ پر بیٹھو اور اس
 پر نظر رکھنا کہ اتفاقاً تو نہیں کیا جا رہا ہے؟
 اس نے چپ چاپ قبول کی تھی گاڑی چل پڑی تھی اور
 بعد سر کرنے کا تھا۔ میں نہیں جانتی کہ تم کون جو ہیں تم پر اتفاقاً
 کر کے کوئی چاہتا ہے۔ اتھارڈ انجین ایا نڈروں کی کسی ہیں؟
 "خاموشی سڑا رہی تھی۔ میں نے کہا اس پر کون کر کے کہیں گے
 سے بڑھتے کے بعد ہی گفتگو ہو گی۔
 "ابھی تک تو نہیں کہا جا سکتا کہ اتفاق کیا جا رہا ہو؟
 "نہیں دھیان رکھنا۔
 "توڑی دیکھو عمران کی گاڑی رانا پریس میں داخل ہوئی تھی
 ایک زبردست موجود تھا۔ جوف بھی تھا ان دونوں عمران کی
 جاہت کے مطابق رانا پریس میں بیٹھ گیا تھا۔
 "بہت گہرے صدمہ چوتے ہو؟ اس نے گاڑی سے اتر کر
 چاروں طرف دیکھتے پڑے۔
 "لہا ڈش ہے جہاں جس درس نہیں پاتے۔
 "میں نہیں سمجھتی۔
 "ڈشنگ ٹھول رکھی ہے خراس اور اسپین کی اعلیٰ ترین
 شرب میں کیش کرنا شروع۔ اور مگر کیش لیل لگ کر چھ ماہوں چلا
 دیتا ہوں۔ اگر تم چاہو تو میں شکرند کی شرب ابھی پلا سکتا ہوں۔
 "شکرند کی شرب؟
 "اور نہیں تو کیا۔ اگھر وہ دیکھو کہ ان سے لائوں جو شکرند کی
 وحشی کا جواب نہیں ہے۔ رہے دانت نما لوں کے کشیدہ گرا، ہوں۔
 "میں چاہوں تو یہی ہوتی ہے۔
 "چارو میں نہیں آتا۔ اس کا جواب کیا ہو؟
 "چھوٹے ایک سے حسبے جو کسے میں لا تھا۔
 "کیا تھا وہی نام عمران ہے؟ سعد نے دفتر پوچھا۔
 "سوالات میں کروں گا۔ تم نہیں۔
 "پچھ کر پوچھا چاہتے ہو؟ وہ کس پر تھی تھی بولی۔
 "میں تم سے تو فحش کے بارے میں صدمہ۔ سن کر چاہتا تھا
 ٹھیک اسی وقت کسی نے تم پر فحش کیا تھا۔
 ایک بار مجھ سرحد کے حیرے کا رنگ ڈھنگ تھا۔ جڈے کچھ
 سوچتی رہی پھر بولی۔ وہ میری دوست تھی۔ صدام وہ میری ایک
 کلاس میں لکھی ہوئی ہیں۔ اس لیے ہماری جان پہچان بہت ہلکی

تھی۔ مجھ کو پہلے کی بات ہے کہ میری ملاقات پرنس وڈ سے ہوئی۔
 اور ہم دوست بن گئے وہ تو فحش میں دلچسپی لیتے تھے۔ ایک دن
 اچانک اس نے مجھ سے کہا کہ تو فحش کے خواہ میں اس کی مدد کروں۔
 میں اس پر تیار نہیں ہوئی تھی۔ تب مجھے اس نے ایک بہت بڑی
 وحشی دی اور میں نے فحش کی کہ اس کی جلدی ہوں۔
 "وہ کس طرح؟ عمران نے سوال کیا۔
 "اب تو سب کچھ صاف صاف بتانا ہے کہ وہ خود میں
 نے کر بولی۔ میں نے ابھی تک کوئی ایسا جرم نہیں کیا جس کی سزا موت
 ہو۔ بہر حال پرنس نے مجھے خیر خائفی کی حالت میں حرکت میں
 غور کروا دیا۔ معقول معاذرت تھا اور وہ بھی کوئی نہیں تھا مجھ
 پر شبہ ہی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ میں فحش کا ایک جگہ سے دوسری
 جگہ پہنچی ہوں لیکن ایک بار ایک جگہ پر چلا۔ میں تو صاف لکل
 گئی تھی مگر پرنس نے وہاں سے اٹھ کر کے کچھ فحشات حاصل
 کر لیے تھے جن میں میری انگلیوں کے بھی فحشات تھے۔ بہر حال میں
 نے انھی فحشات کے حوالے سے مجھے بیک میل کرنا شروع کر دیا
 تھا۔ میں جانتی تھی تو اب ان لوگوں کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتی تھی۔
 بار بار مجھے یہی وحشی مٹی کر اگر میری فحش لکھی کوئی تو میں اپنی
 انگلیوں کے فحشات کی وجہ سے جیل میں ہوں گی۔
 "ہوں۔۔۔ اچھا۔
 "اب گرم میں عمران ہوتو وہ لوگ فحش خور کے جلات
 دن صرف فحش ہی نہیں بلکہ اس کے بھی پرنس نے فحش ان کا
 لا دیا ہے اس میں کسے کے لیے آئی ہے اچھا۔
 "آ۔۔۔ واہ۔ کیا بات ہوئی ہے لیکن میں نے تم سے تو فحش
 کے بارے میں پوچھا تھا۔
 "وہ ایک لالچ میں قید ہے۔ اصل میں یہ لالچ دانت ایگل
 برقعہ فریڈریک سی پرنسنگ اور اڈا ہے۔ فحش ہی نے فحشہ متعلق
 انھیں صدمات پہنچائے ہیں۔
 "اپنی خوشی سے تڑپتا ہوں گی۔
 "میں کہہ چکی ہوں کہ وہ تھک رہے۔ اس پر تشدد کیا جاتا
 ہے۔ بے چاری کی اچھی خاصی دوا دے دی گئی۔
 "اور اب تم بھی اس لالچ پرانے والی نہیں؟ عمران نے کہا۔
 "صدر کے یہ بول۔



انھیں ان میں سے ایک فحش کا متعلق سائیویشن سے بھی تھا۔ اس
 میں جوزف صفر زادہ اور صوفی تھے۔ بلکہ وہ ایک مادی گیری کی
 متعلق تھی لیکن وقت آنے پر جیگ فحش۔ ایک تو یہ کہ اس کی فحش
 دند میں سے مغربی فحش کا ہاتھ ہے۔ بخدا۔ جوزف انھیں ان کے
 سر کے ساتھ فحش میں ان میں سے کوئی بھی کچھ نہیں سن رہا تھا۔ ان
 کی انگلیوں سے ہاتھ ایگل کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ ایکس لوکا کھٹکا
 کر اسے نظروں سے اوجھل نہ ہونے دے۔ بخوشی ویرلہ و صفر
 عورت سے بہت کران لوگوں کے پاس آ گیا۔ اب جوزف کے لالچ
 کے وشتانگ بھولوں کی کیا پیچیدگی تھی۔
 "تو کیا میں موت کا نقاب ہی کر رہے ہو؟ خاور نے پوچھا۔
 "بلکہ ہر قریبی معلوم ہوتا ہے۔
 "ابھی وہ دم میں جو شخص۔ مجھ ہے اس کے بارے میں
 تم کیا جانتے ہو؟
 "میں نے پہلے سمجھا ہے نہیں۔ کیا؟ صفر نے جواب دیا۔
 "دیکھا تو میں نے بھی نہیں۔ لیکن اس قدر سے وہ جو کچھ فحش
 کر رہا ہے اس سے کچھ شبہ ہے۔
 "تیرم وہ صفر کو کھڑا۔
 "ہاں آں۔ خاور مکھلا۔
 "صفر نے جوزف کی طرف دیکھا مگر جوت سے نہ نہ ہوا ہے
 خاور کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ دفتر انجن روم کی کمر کی سے اس کو کرنے
 سرنگ کر رہا۔
 "تیرم چلاک بننے کی کوشش کر رہا۔
 "اسے تو اس زور داری کی کیا ضرورت تھی۔ صفر چپکے کر لولا۔
 "موتی دگر کی کیا فحش کرتا۔ سنا ہے ان لوگوں کی داستان میں
 اس وقت بھی اپنے فحش میں بہت زیادہ ہوں گا۔
 "آؤ تو کیا کہنے؟ خاور نے پوچھا۔
 "کچھ فحش کا ایک بڑا کھڑا ہے۔ فحش لینا چاہتا ہے۔ میں
 نے ان میں اس کا بڑا ہاتھ کو دیا تھا۔
 "تو کیا تو کیا سے؟
 "اسے کسی طرح ہم پر جلیبے کر رہی ہیں اس کو کسے بے کار کرنا ہوں
 "اور پھر ایک ٹوٹ۔
 "بھلا اس کو ٹوٹ کے توڑ دے؟ اس کا ہم بہت۔ میں
 ایکس ٹوٹ کے کام کرتا ہوں۔
 "تو کیا ایسی کسی بڑی حقیقت جو ہو ہے۔
 "فی الحال میں سمجھتی۔

"اس لالچ میں کون ہے؟
 "شاہد بیکم کیس ہو؟
 "آپ اصل معاملے کی پوا نہیں گئے دینے۔
 "ابھی تک جو کچھ میں کہتا ہوں وہ محض خیال ہے۔ جو کہتے ہیں
 حقیقت کے اور جو۔ بلکہ میں نہیں جانتا کہ مجھے بھی اصل معاملے کی پوا
 لگ رہی ہو۔
 "اوہ۔۔۔ وہ لالچ ہٹا رہی ہے؟ اچانک جوزف غرا۔
 "اسے کیا گھڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ لوگ۔ صفر پوچھ رہا۔
 "عمران نے دوز گرد و بیل سمجھا ان کا ارادہ بھی نہ لگا ہوا۔
 "کرنا تو لازمی طور پر پرنس کی لالچ سے ممکن ہوئی۔ وہ ایسی جڑ تھے
 جہاں دو در در گناہ دونوں لالچ کے علاوہ کسی تیسری کا وجود نہیں
 تھا۔ کچھ دوز گرد اس لالچ کے ایک لالچ کرنا اور پھر خود کو فحش
 مانیکہ فون سمجھنے کو کھڑا رہتا تھا۔ بیکام حرکت جو رہی ہے۔
 کیا تم چاری لالچ کو دیکھنا چاہتے ہو؟
 "اس بار عمران نے پوچھا کہ بیکام اور لالچ کرنا میں جانب دیتا
 چلا گیا ساتھ ہی اس نے فحش کرنا تھا۔ فائزیت کرنا۔ بیکم کی فحش
 بڑھانے کی۔
 "دوسری لالچ آگے جا کر پھر جاتی تھی۔ جوزف اپنے سے باہر
 ہو رہا تھا اس کا پس چٹا تو اس لالچ پر پھیل گیا لگا دیتا صفر بیک
 سے بڑا پہلے جا رہا تھا۔ دفتر دوسری لالچ سے بھی آواز آئی۔ تم کہیں
 ہو۔ چار لالچ کون کس رہے ہو۔
 "میں تم پاگل ہو گئے ہو۔ ہم کسی کا بھی پوچھا نہیں کر رہے ہو۔
 "جاسپہ ہیں۔ صفر سمجھا۔
 "تم فحش لالچ کی کڑی لینا چاہتے ہیں دوسری لالچ سے
 آواز آئی۔
 "تم کون ہوئے جو فحش لینے والے؟
 "میں نہیں جانتے کہ تم لوگ جاسپہ سے کچھ ہو۔
 "ابھی بات ہے؟ عمران نے صفر کو مخاطب کر کے کہا۔ اب
 انھیں وارننگ دے دو کہ اگر کھڑے سے نہ رہے تو ان کی لالچ لالٹ
 دی جائے گی۔ اس بار عمران نے اپنی لالچ کو اس کی کمر سے لٹکایا
 تھا وہ پھر جاتی تھی کس بار بالائی کی کمر سے لٹکائی تھی لیکن کمر
 دور جا کر کی لیکن اتنی نہیں تھی۔
 "وارننگ۔ صفر مانیکہ فون میں چھپا۔ پہلی وارننگ تھی۔
 اگر اب بھی یہی طرح اپنی راہ نہ لیتی تو تین تین کر کے جاؤ گے۔
 کوئی جواب نہیں ملا تھا اور پھر وہ اپنے صدمہ سے مست رہی

بھال کھڑی ہوئی تھی۔

”سے یہ تو پھر زندہ گا کہ طرف ہمارے ہے غار بولا
انہی دم میں پھر ان کی آواز آئی: ”اب ہر سو باری کی طرف
جاؤں گے اسے جانے دو چھوڑا رہی ہے۔ ہر کسے ہے جہاں سے قول
کی صداقت آ رہا چاہتے ہیں وہ لوگ۔
کوئی کچھ بولا اور لایع سو باری کی طرف برستی رہی۔ وہ سب
بھی انہی دم میں پہنچ گئے۔

”جسے دیدہ دیر لوگ معلوم ہوتے ہیں: مندر بولا۔
”میرا خیال ہے کہ پرش داؤد و یہاں ان لوگوں کا ایڑٹ ہے۔
[۱۰] ”جسے ہاں والا غیر سیر آدمی شاید کاشی تیشیل کے کوہ و نریک
سو چاروں داخل ہوا ہے اس نے دستک دی تھی اور پرش کی لہر
لے کر سیدھا گھا کر گرنے کا دروازہ کھولا تھا۔ پرش داؤد سے لڑ کر
پرچم لڑا تھا۔ میرے آداب قبول فرما لے پرش۔
”آؤ بے۔ پرش نے خشک لہجے میں کہا: ”بیٹھو۔
وہ مشعرہ ادا کر کے بیٹھ گیا: ایک لایع نے ہماری لایع کا
تقاب کیا تھا۔ اس لیے وہ پھر گوی کی طرف پٹ آئی ہے۔ اس
کا خیال ہے کہ آپ نے جلد بازی سے کام لیا۔
”بھئی کبھی انداز سے کی غلطی ہو ہی جاتی ہے لیکن اب میں
اس امر کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

”لیکن اس کا خیال ہے کہ وہ ملو نہیں ہے۔ اگر اس پر
باندھنا آسان ہوتا تو شاید کھانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔
”غوری نہیں ہے کہ میں تمہارے پاس سے متفق ہوں۔
”پاس رافقت۔ پرش۔
پرش دوڑ کر نہلا وہ سرگرمی سے رہا تھا۔ ویسے اس
کے چہرے پر ایسا ہی ناخوشا جیسے شاہد کو وہی سمجھتا ہو۔
”تقاب کرنے وال لایع نے ہماری لایع پر کوئی نامعلوم
بھی آ رہا تھا۔

”کیا مطلب؟
”وہی گواہی اچھل کر دوڑ جا رہی تھی اور لایع سے کہا گیا
تھا کہ اس بار ڈوبی دی جائے گی۔
”کیا کہہ رہے ہو۔ اس کی فوج کیسے آئی تھی۔
”تقاب کے جانے کے نتیجے کی بنا پر ہماری لایع اس پرچہ
دوڑی تھی۔
”کیا پرکاس کا دماغ چل گیا ہے۔ پرش نے غصے سے کہا۔
”سری دانست میں بھی یہ اتفاقاً فضل تھا۔

”مردوسری اتفاقاً حرکت کر دو بارہ گوی کی طرف لوٹ

آیا ہے۔
”میں آپ سے متفق ہوں پرش۔
”اس کے کوہ لایع کو سو باری کی پہلے۔۔۔۔۔ میرے پیسے
کی طرف۔ ہلے۔
”ویسے ہم بھی حاکم کے مرکب ہو رہے ہیں۔
”کیا مطلب؟
”گرا نیچا اور گاڑی کے غائب ہو جانے کے بعد آپ کو سدرہ
سے دھڑکی رہنا چاہیے تھا۔ لیکن آپ صبح آ کر گراؤں اور شائین
لے گئے تھے۔
”اس سے کیا ہوتا ہے۔ حوان تو مجھے اس کے ساتھ پہلے ہی
دیکھ چکا تھا۔
”لیکن شاید سے حرم۔ ہاں کوہ وہ دشاؤں دلائی ہے۔
”تم کہنا کیا چاہتے ہو۔
”ہم سب حاکم کے مرکب ہو رہے ہیں۔ پاس کو یہ پسند
نہیں ہے۔
”تمہارے پاس ہی کے مشورے پر میں نے سدرہ کو ختم کر دیا
ہا تھا۔
”اور آپ اس میں ناکام رہے تھے۔
”اچھا تو پھر؟
”اور اب بھی حوان کی غروں میں آچکے ہیں۔ شاہانہ خشک
ہلے ہیں کہا۔
پرش کا ہاتھ میز کی دانگ طرف پڑھا ہی تھا کہ شاہد کی جیب
سے ساٹھ سو روپے پڑا اور اس نے آہستہ سے کہا: ”میں
دوست اپنے ہاتھ زانوؤں پر ہی پڑے ہوئے دو۔
”ک۔ کیا مطلب۔ پرش نے سیدھا جھپٹا ہوا بولا۔
”سدرہ کی سی ہے مار ڈالنے کا مشورہ دیا تھا کہ وہ غافل تھی
اب وہ حوان کے ہاتھ لگ گئی ہے۔ اس نے تمہارے پاس سے
سب کچھ چاہا جو پاس لیے پاس کے خیال کے مطابق اب تمہارا
زندہ رہنا بھی مناسب نہیں۔
”نہیں۔۔۔۔۔ نہیں۔ وہ چیخ پڑا۔
”مردوسری صورت کیا ہو سکتی ہے۔
”میں ایک مشورہ دی ہوں پھر پرکول ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔
”حوان کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ وہ کسی کی بھی پروا نہیں کرتا۔
”پھر بھی میرے بغیر تمہارا پاس یہاں نہیں جہے گا۔

”وہ سب تمہارا کہتے چھٹے شاہانہ فریج پر ہاتھ ڈال دیا
تھا کوئی ٹھیک پشانی کے وسط میں جیتی تھی۔ پرش کی سی بھی کوہ
نکالے بغیر فریج پر لوٹ کر آیا اس کی پیشانی سے حوان کا غارہ میوٹ
رہا تھا۔ شاہانہ پشانی پھر سب میں ڈال دیا اور حوان نکال کر گری
کے ہتھے صاف کرنے لگا۔ پھر ہر کھل کر دروازے کا پیشانی میں صاف
کیا تھا۔ جسے اوجھان سے بھی مثل پڑا تھا اور باہر کے کاؤتھر سے پتھر
کو ہسک کا ڈبل پیک جب کیا تھا کہ کاؤتھر کے سامنے جسے سب سے پہلے
پرچہ لگا۔ ہاتھ سے گلاس اس کی طرف پڑھا دیا تھا اور وہ بھی بھی
چمکیا ایترا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی بات ہی نہ ہو۔ تو کھانا یہاں
آ کر نکل گئے کہ ہو۔ غوری دیر بعد اس نے ہاتھ دے کر کہا تھا کہ
فون پر ایک کال کرنا چاہیے اور ہاتھ دے کر فون اٹھا کر اس کے سامنے
رکھ دیا تھا۔ اس نے کسی کے فون پر ڈال کیے اور ماؤتھر میں ہواؤں
سے کوہ کا بیج کوپس کے جزیرے کی طرف لے جانے اور نامکمل
وہی مسکرا کر دیکھ۔ ”سیر پر دیکھ کر گلاس میں بھی شرب ملتی
میں انڈلی ملی تھی اور قیامت ادا کرنے کے بعد کھانسی پڑا۔ باہر اس کی
گاری پارک تھی۔ گاڑی میں بیٹھ کر اس نے فرار ہی انہیں اشارت
میں کیا تھا۔ غوری دیر تک بیٹھا کھڑا رہا تھا۔

[۱۱]
حوان کی لایع سو باری کے ساحل پر سنگھڑا رہی اور ہاتھ اچھل
کاؤتھر دو رنگ پر نہیں تھا۔ قریباً نوے کھ شہ کو رائیڈ پر حوان کی
کال ہوئی تھی۔ ”بیک زرو نے اسے اطلاع دی تھی کہ وہ ہاتھ اچھل
گویی میں پاس آئی تھی اور غوری دیر بعد دوبارہ روانہ ہو گئی تھی
اور اب اس وقت پرش داؤد کے جزیرے کے مشرقی ساحل پر
نگراؤں لگا رہے۔

”اب کیا خیال ہے۔ مندر نے حوان سے سوال کیا۔
”غوری دیر بعد مجھ پر اور ہری روانہ ہو جائیں گے۔ حوان
بولا تو ویسے میں سمجھتا ہوں کہ وہ لایع کا سیر کرنے کے لیے آئے وہاں
سے گئے ہیں۔ رنگ و روغن اندام بھی کچھ بدل کر رکھ دیا جائیگا۔
”پھر اس صورت میں آپ کی کیا سبب ہے۔
”دانش ایگ کے خلاف بھی کوئی امکان کوئی دافع ثبوت نہیں ہے
وہ حورت سدرہ اپنا بیان تبدیل بھی کر سکتی ہے۔ جو حورت اس پر
قیامت اگر وہ ہاتھ اچھلے تو ہم چلے۔ وہ بھی اسی صورت میں کوہ پٹ
ایگ کے لیے کوئی آدمی جس پر کوئی نشانہ نہیں کر دے۔
”تو پھر اب کس بات کا انکار رہے۔
”ذرا ٹھہرو۔۔۔۔۔ رات بھر اور بیچنے دو۔ داؤد کا جزیرہ یہاں سے

زیادہ دور نہیں ہے۔
”مجھے تو پرش داؤد ہی اس سازش کا سرخبر لگتا ہے۔
”بہذا از امکان نہیں۔
رات کے کھانے کے بعد اس نے پھر بیک زرو کی کال نہیں
کی تھی اور انہیں بتایا تھا کہ کاشی تیشیل کے کوہ پر ایک سو باری
پرش داؤد کی لاش برآمد ہوئی ہے کسی نے پیشانی پر گول مارا ہے
جاک کر دیا ہے۔ اس پاس کے کوہ میں غافل کا آواز نہیں سنائی
تھی۔

”مجھے بھی ثابت ہو گیا کہ وہ اس سلسلے کی نئی کڑی نہیں ہے۔
”میرا تو سچہ ہی سے میں خیال تھا کہ وہ محض آؤد کو کی حیثیت
رکھتا ہے۔ غوری دیر تک ماؤتھر پھانسی پر بھی حوان بولا۔ اب بھی
یہاں سے لنگر لگا دیا چاہیے۔ رات بھر ہاتھ لایع نے ساحل پھر لڑا تھا۔
اب اس کا اثر اس جزیرے کی طرف تھا جہاں دانش ایگ کے
نگراؤں ہوسکتے تھے۔ اسی دوران حوان نے ٹرانسٹر پر دو
بیک زرو سے رابطہ قائم کیا اور اس کی طرف سے جواب ملے پر بولا
تھا: ”تمہیں یاد ہو گا کہ ایک لاش پتھر زروہ حالت میں ملی تھی
حالت کے مالک نے اس سے لاپٹی چاہر کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ
حالت تو خیر سے خالی پڑی ہے۔
”مجھے یاد ہے۔
”اس شخص سے متعلق میری معلومات فراہم کرو۔ تاہم چھوٹا نام
ہے اور کھان کا ایک سیر ہے۔
”بہت بھر جناب۔
”ادو اینڈ آل۔

لایع مندر کا تارک سیر جیوتی جنوبی مشرق کی طرف بھیجا
رہی تھی۔ اس وقت صبح نہیں تھا اس لیے اس سفر میں کوئی
خاص دشواری پیش نہیں آئی تھی۔ مندر، حوان اور غوری
کیوں رہے تھے اور صبح اٹھ کر رہا تھا۔ حوان انہی دم میں تھا۔
لایع تیز رفتاری سے آگے بڑھتی رہی۔ ایک گھنٹے بعد منزل مقصود
پر پہنچے تھے اور جہاں دانش ایگ کے نگراؤں رہتے تھے وہاں
تھا۔ اس پھانٹ سے قریباً دو فرنگ اور ہری حوان نے اپنا لایع
ساحل سے لگائی تھی چھوہ ہاؤں شغل پر آگئے تھے اور چرنگ کو
لایع کی گرائی کے لیے وہیں چھوہ پکایا تھا دو فرنگ کی مسافرت
نے بیول بے کی تھی۔ حوان کا یہ انداز بھی درست ہی نکلا تھا
کہ دانش ایگ کا ٹیبل تبدیل کیا جا رہا ہوگا۔ وہ گھبراہٹ میں کوشش
میں پڑی تھی اس پر دو سو سال گزر چکے تھے ساحل پر تاریکی

حقی اور اس تبار کی سے ہم راہ ہوا فائدہ اٹھانے کا ارادہ رکھتے تھے۔
 "میں ہاں میں آکر لڑ لگاؤں گا، جسے کسی کو شمش کر لیں گا، وہی
 سے ان سے کہہ دو تمہیں پوچھنا شروع کرنا۔ میں اب اپنے لقب کو
 میں نہیں چاہتا کہ اس پر شک کے بعد یہاں سے جاؤ۔
 عمران وہ عقلمند ساتھ لایا تھا جس میں فرارگن سوٹ رکھا
 بنو تھا دیکھتے ہی دیکھتے اس نے وہ سوٹ پہنا تھا اور ہاں میں آکر
 کیا تھا پھر طرفدار کے رخ کے اس شمش کی طرف جا پہنچا وہاں تک ایک
 تھا کہ اس کو ہاں میں چاہیے وہی رخ پر دم کر رہے تھے عمران نے اس کی
 تارک پہنچو اس سے پہلے کہ وہ اس کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی
 آ رہی تھی اس نے کھڑکی سے چھانک کر دیکھا اسٹل پر ایک جوان ہم
 حرکت اس حال میں تھا اسٹل پر ایک اس کے دونوں ہاتھ بندھتے
 پر بندھے تھے اور وہ ان کی پٹیاں پر گلاس تھامے ہی تھے اس نے
 پر چلنے شروع کیا، جب بھی عورت کی طرف دیکھتا اس کے
 ہاتھوں پر شیشہ کی سی سکرپٹ ہوتی، عمران نے سیاہ سرمہ میں
 کا پتھر لٹا کر اس کی گھونٹ لیا تھا اور اب انھوں کے علاوہ اس کا
 پر راجہ و تہہ کیا، دوسرے پہلو کی روشنی سے پتلا ہوا وہ کہیں
 میں داخل ہو گیا۔ یہ کہیں والی دور عمارت تھی اس کے ہاتھ میں
 حق کی گلیوں میں آج کر وہ ایک دم بدلتا نظر آ رہا تھا، چمکاس
 کے ہاتھ سے گلاس چھوٹ پڑا۔
 "آواز نہ لگے، عمران نے آہستہ سے فرانسس میں کہا، زور نہ
 بھری جھانسنے دل میں ہی پوسٹ ہو جائے گی۔ اپنے دونوں ہاتھ
 نکال کر کھینچے ہوئے۔
 چمکاس نے تجھ سے انداز میں پکیس چھپاتے ہوئے تمہیں
 کی حق
 "اور تم آؤ میرے قریب آؤ، عمران نے عورت سے کہا۔
 عین اس وقت کہ ان کی گلیوں میں داخل ہوا تھا، عمران بڑی چھری
 سے کھڑا اور چھری کی نوک اس کے دانتے پہنچ رہی تھی کہ آواز نہ لگے
 وہ بول، آئے وہ بھی مٹا کر لگاؤں گا، اس نے چمکاس کی طرف دیکھا
 اور وہ بھی دونوں ہاتھ اٹھا دیے، عورت کو قریب بلانے عمران نے
 اس کے ہاتھ کو لئے تھے پھر چمکاس کو مخاطب کر کے بولا، ابس
 لاؤ گا تک کون ہے؟
 "میں ہی ہوں، وہ بھڑائی ہوئی آواز میں بولا۔
 "اس حرکت کو اس کی طرف سے مخالف دیکھ کر رکھنے کے
 لئے میں تم بہتر رہی ہو سکتے ہو۔
 "چمکاس نے اس نے میرے دس ہزار روپے لے لیے ہیں۔

"تم قانون کو ہاتھ میں لینے والے کون جیسے ہو۔
 چمکاس نے گھڑ بولا۔ عمران نے دوسرے آدمی سے کہا کہ وہ بھی
 چمکاس کے قریب ہی بولتا رہے، اس نے سہ چہرے اور چمکاس کی
 حق، اب سوال یہ تھا کہ وہ حرکت کر لے گا یا نہ لے گا، یہ کہیں سا
 راستہ اختیار کرے اس سمیت ہاں میں آکر تاہم اس کی حق
 آئے کہ کبھی چمکاس کی کھنٹی میں آواز نہ لگے، اس نے ایک ہی
 صورت حق کو وہ پتوں کے اندر کھڑکی کی طرف ہاتھ بڑھا کر...
 چمکاس پر ہاتھ کر دیا، ساتھ ساتھ چمکاس ہاتھوں میں موجود تھا،
 اس پر چمکاس ہاتھ، اندر جاتے ہی کوئی چیخا تھا، یہ کہیں آئے
 میں عمران پتوں کو لڑنے ان دونوں کی طرف کے چمکاس میں سے
 نکل چکا تھا چھری پہلی سے شمش پر ہاں میں نیام لگا دی تھی اور
 ہاں میں ہاتھ سے عورت کا ہاتھ پکڑ لیا تھا دونوں دم پکڑ کھینچے
 سہارے عمران نکلا چلا گیا، چمکاس پر ہاتھ کر اس نے عورت کو نکالا کہ
 کاٹنے پر لایا تھا اور اس پر آکر ملنے کی کوشش کر رہی رہا تھا کہ
 ایک آدمی آکر لایا دوسرے ہی نے پتوں کا دستہ پوری قوت سے
 اس کے سر پر چڑھا دیا تھا وہ پکڑ کر گرا اور عمران نے شمش پر چھلا تک
 لگا دی تھی... پھر تونہ ہی پر بھی چھینکے گئے تھے۔
 "دیکھو، پکڑ کر نہ جانے پائے، کوئی زور سے چپا تھا، عمران
 نے فرار کر لیا اس کی سمت نہ لگا، ایک ایک شمش نے عمران کو دھمک بولتی
 بولتی ہی عورت اب بھی اس کے کاٹنے پر حق اور وہ اس سمت آؤ
 رہا تھا، چمکاس کے ساتھ اس کی حق کے شمش سے شاید آواز نہ لگے
 نے انھیں اس حد تک خوفزدہ کر دیا تھا کہ وہ عاتق کے لئے کجرات
 نہ کر سکے۔
 پھر دوسرے چاروں اپنی لڑائی پر ٹکرائے تھے اور عمران نے
 وہاں سے بھی نکلنا تھا وہاں تک کہ انھوں نے اب تک اپنے
 عاتق نہیں اٹھائے تھے، عورت خوفزدہ نظروں سے دیکھ کر جاری
 حق، اسے جین دم میں لاؤ، وہ فطرت انھوں نے عمران کی کاٹار
 شمش، شمش کے ابجین دم میں سے لگا تھا، عمران نے عاتق آثار
 دیا تھا لیکن پہلا انھیں جاسکے تھا کیونکہ اب بھی ایک آپ میں
 تھا، وہ اسے جین دم میں چھوڑ کر واپس گیا تھا، عورت عمران خوفزدہ
 نظروں سے دیکھ کر جاری حق، چمکاس میں تو حق، عمران نے اس کی
 کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نرمی میں کہا، وہ چمکاس چمکاس
 کیوں سواہ نظروں سے عمران کو دیکھ کر جاری حق، دوسال پہلے تم کو
 غلام کر کے لائیں، اس کی اسٹنٹ دیکھ کر دیکھیں گے۔
 "حق، جی ہاں۔

"اب کسی سفارت خانے سے تعلق ہو؟
 "وہ بولنے کی بات سے تپ تپاہٹا، اب تو کچھ علم بھی نہیں کہ وہ
 اب تک یہ قرار ہے؟ ختم ہو چکی ہے؟
 "وہ صمت کو؟
 "میں دو ماہ سے اس کی پتلی پر قید تھی۔
 "کیوں؟
 "موت چھوٹ گئی، اس کی ایس کی ایس فائوں کے ہاتھ سے معلوم کرنا
 چاہتے تھے لیکن آپ... آپ کون ہیں؟
 "صرف سوالات کے جوابات چاہتا ہوں، عمران نے مشرقی
 میں کہا۔
 "اگر صرف میری ذات تک محدود ہو، تو نہ تو ضرور جواب
 دوں گی؟
 "جی، ایس، ایس سے متعلق؟
 "مقابلہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا ہے تم لوگوں نے، تاکہ میں
 تم پر ہتھ کر سکوں؟
 "اس کی بھی وضاحت چاہوں گا، جس تو حق؟
 "میں ابھی طبعاً سمجھتی ہوں کہ قانون کے معاملہ تھاب پرش
 نہیں ہو سکتے۔
 "لیکن وہ عاتق پرش بھی ہے اور قانون کا معاملہ بھی نہیں
 ہے، اگر کاٹل کر دیا ہی ہو، وہ کھڑکی اسٹل سے اٹھ گئی، چمکاس
 چمکاس، وہ ایسا ہی کمزور ہوتا تو ابھی کاٹل عاتق کر کے مار دیا ہوتا،
 عورت بہت زیادہ خوفزدہ نظر آئے تھی حق، چمکاس جاؤ۔
 وہ چمکاس حق طوفانی دیر بعد بھڑائی ہوئی آواز میں بولی۔
 "اب تک میری قوت رادی نے ساتھ دیا تھا وہ مجھ سے کچھ بھی معلوم
 نہیں کر سکے تھے۔
 "کیا خیال ہے کہ میں وہ تھامے سفارت خانے ہی سے تعلق
 نہ رکھتے ہوں؟
 "ہو سکتا ہے، وہ بہت مال ایک غیر ملکی سفارت خانہ ہے؟
 "تم نے کھانا کھا کر بازار میں کیوں ترک کی حق؟
 "میرا کی موت بہت تھاب ہو گئی تھی اور پھر کچھ اپنے ایک
 لاؤ اور جیسا کہ میں دیکھ چکا ہوں حق، اس کے پاس آٹا آٹا
 تھا کہ وہ دونوں، آسانی نہ مل سکتی تھی، پھر ایک ان کا انتقال
 ہو گیا، وہ مجھ سے مل کر وہ بہت زیادہ متروک تھے، قرض کی
 ادائیگی میں سب کچھ ہاتھ سے نکل گیا، حق، کہ وہ ہشت مکان بھی
 فروخت کر دینا پڑا، پھر سب روایات کے لیے عازت کر گئی

ہی بڑی حق نہیں میں میرا ہوا تو نہ کسکتی تھی لیکن چھری جھانکا
 میں مجھ سے ملک حرامی سرزد نہیں ہو سکتی، میں نے اس ملک
 کا تک کھا یا ہے، یہیں کی حق سے حق ہوں، اول تو میں جانتی
 ہی کہ حق کو وہ مجھ سے معلوم کر سکتے، اس کی ایک فرضی نام ہے
 جس سے کھانا کھا کر کئی افراد واقف ہیں اور ان میں سے
 اس حد تک معلوم ہو گا کہ عمران، ایک ٹکے کے کام کر رہا ہے
 اور سرحد خان کے علاوہ ایک عورت بھی اب اس کی اصیت سے واقف
 ہے اور یہ بھی وہ لوگ میری قوت الاوی برقرار رہنے کی حد تک
 نہیں، مگر کہہ گئے، "خبر انھوں نے ایک دن میرے ہاتھ میں لگائی
 پھر نہ لگے، "میرے ذہن میں قوت گرفت سے باہر ہو گیا، انھوں
 نے وہ سب کچھ اٹھا لیا جو مجھے، "موت" تھا پھر چمکاس نے وہ کڑوا
 مجھ سے فوری پر عمران کو کال کرتے رہے ہیں، میں انہی کے کہنے پر جتنے
 جتنے دہرائی رہتی ہوں جب تک چمکاس کا ہاتھ پر ہوتا ہے میں
 خود بہ کھول دیتی ہوں؟
 "میرا خیال ہے کہ تم چھوٹ نہیں بول رہی؟
 "کم از کم میں عمران جیسے پلاسے آدمی کو کسی دشواری میں
 نہیں ڈال سکتی۔
 "کیا تم اس سے ذاتی طور پر واقف ہو؟
 "میں دوسرے دیکھتی رہی ہوں، پھر اس نے عمران کے
 استفسار پر اپنی کاپی میں دوسری ایسی افلاک و براہ میں میں
 سودا کی زبان سے چمکاس، "اب خدا کے بتا دیے کہ آپ کون
 ہیں، وہ کوڑا لائی۔
 "اب تم ایس کی حق حفاظت میں ہو؟
 "خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے، وہ اس کی نوبت بھی آ سکتی
 حق کوہ فی ایس، اس کے دوسرے ریکارڈوں کے ہاتھ میں بھی
 مجھے پریشان کہتے؟
 "بہتر راؤ کے ہاتھ میں تم کیا جاتی ہو؟
 "میں یہ کہہ کر وہ ایک برس کے لاکھ سے سودی بنے ہیں اس
 سے بھی دیا تھا میں نہیں جانتی کہ وہ کس قسم کی عورت ہے؟
 "کیا سفارت خانہ ان سے بھی اس کا تعلق ہوا تھا؟
 "نہیں، میں نے تو کسی کے ساتھ بھی نہیں دیکھا؟
 "کس قسم کی پکڑ کے آدمی تھے؟
 "کیونچ سمیت سات آدمی؟
 "ان ساتوں کے علاوہ بھی کسی اور کو دیکھا تھا؟
 "نہیں، کبھی بھی سودی کی آواز یا بار بار کے کہیں سے سنائی دیتی

ایلی دواؤں سے اس مسئلے میں مجھ سے مدد طلب کی ہے۔
 "جہاں آپ کی سرکشی ہے؟"
 "تم تو کہتے ہو: سرسنگھان کے لیے میں جہنما بٹ تھی۔"
 "کیا آپ کو علم ہے کہ پرنس داؤد بھی اس قصے میں شریک تھا؟"
 "کس قصے میں؟"
 "وہی بگڑا کس ڈھول؟"
 "جناہ میں تم کہہ دو گی؟" ہنس رہا ہے۔
 "یقیناً کہیں سے خشک دانے کے در سے تھل گیا ہے شاید وہ جاتا تھا کہ اس بگڑا کس سے؟"
 "قصوں میں یہ معلوم ہو کہ اس کا باپ شہنشاہ خان میر سے خاص دوستوں میں سے تھا؟"
 "اوہ۔ تو کسی بڑے بڑی دواؤں سے آپ سے دوستی کرتے تھے؟"
 "کیا بات ہے؟"
 "اچھی بات ہے۔ میں فی الحال کسی کو دردت حال کے پیچھے نہیں ہوں۔"
 "نہ تو کچھ ہو جانی چاہیے جسے بھی جبر مجھاد ہا کرنا چاہیے کہ جس سے میرا حال خراب ہو؟"
 "بہت بڑا جہاں؟"
 "دوسری طرف سے مسلح قطع ہونے کی آواز سن کر میں نے بھی دیر نہ رکھی اور پھر اس نے صفوں کو اس کام سے متعلق کسی بڑا دمی تھیں اور پرنس داؤد کے جہاز سے کی طرف روانہ ہو گیا تھا ان دونوں میں سائیکو میٹر، بی ٹیک معدودہ ہتھیار گھبراہٹ اور ایک آپ کے پیڑ پر نہیں نکلتا تھا۔
 "پھر ایک شام کو اس نے پھر ایک زبردستی کال دی کہ تھی۔
 "وہ کہہ رہا تھا: "میرا سول اسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں ہے پوچھ پڑا ہے اس کے سامنے ہمارے خون میں رہتا ہے۔ شاید اسے ہتھیاروں کے جہاز سے چاہیے ہے۔ وہ ہتھیاروں کے صفوں میں بے ہوش پڑا تھا۔"
 "خبر اچھی نہیں ہے۔ تم سب سول اسپتال کے آس پاس موجود ہو۔ میں پہنچ رہی ہوں۔ اس کی آنکھوں میں گہری تشویش کے ساتھ تھے۔ اس نے سرسنگھان سے خون پر ایڈ قائم کر کے صفوں کی حالت سے آگاہ کیا۔
 "بہتر ہے۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ایسی صحت میں یقین کے ساتھ نہیں کہ جاسکتا کہ وہ ہتھیار سے بچے بھی سکا تھا یا نہیں۔

"یقیناً پہنچا ہوا گا اور آپ ہی یہ وہ لوگ اس کے پیچھے گئے ہیں۔"
 "فیک کہتے ہو۔ وہ انھیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ کون ہے اچھی بات ہے۔ میں داؤد کی پوری سے کون پرستش کر کے تھوڑا سی آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو کچھ نام میں موجود ہیں۔"
 "بہت بڑا؟"
 "عمران نے دیر نہ رکھی اور باپ اس کی آنکھوں میں جہنما بٹ کے آثار تھے۔ بخیر دور ہر سرسنگھان کی کال آئی تھی۔ یہ تھا کہ عمال درست ہے۔ وہ کہہ رہے تھے: "میرا وہاں پہنچا تھا اس نے میرے محلے سے داؤد کی ہی سے پہچان کر لی تھی۔"
 "اتھنا تو جہاں باپ آپ اپنے پرنس مسٹنٹ کو لے کر سول اسپتال پہنچے تھے۔ مگر وہ مسٹنٹ کو کچھ کچھ کھال کر دے۔ وہ اصل وصال میرے لیے بچھا گیا ہے۔ اور اب شہر کے مختلف محفلوں سے وہ نہیں اٹھو تھے کہ ڈنڈہ داری آپ پر ہوگی۔ عمران نے دوسری طرف سے مزید کہنے سے بچ کر گریں پڑا۔ "پھر وہ ایک ایک آپ کا ہتھیار تھا اور سول اسپتال کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔"
 "صفوں میں کسے سے بڑا تھا۔ سرسنگھان کا پرنس مسٹنٹ اس وقت اس کے محفل کے قریب ہی موجود تھا اور آگے وہاں سے اسپتال وارڈ میں منتقل کرنے کے انتظامات جو رہے تھے۔ یہاں فامی جبر بھی لڑا اور ڈاکٹر اشعلی کا کچھ کچھ بوش لگا رہا تھا۔ عمران کسے فالے گئے ہیں۔ خود عمران کے تحت باہر عمارت کے گرد موجود تھے۔ وہ اسپتال وارڈ کے ایک آرام دہ کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا اور اسے بوشوں میں لانے کے لیے پیش کی جانے لگی تھیں۔ عمران کمرے کے باہر ہی کھڑا رہا تھا۔ باہر میں کچھ دیکھا نہیں تھا۔ کئی آدمی اور بھی تھے۔ سرسنگھان کا مسٹنٹ کمرے میں تھا صفوں پر زبردستی ہاتھ لگا تھا اور صدر وادانہ کی طرف چل پڑا تھا اس کے پیچھے دو آدمی اور بھی تھے۔ اسٹنٹ اپنی گاڑی میں جا بیٹھا وہ خود گردا گرد رہا تھا۔ اس کے پیچھے چلنے والے دو دونوں آدمی ایک گاڑی میں بیٹھ گئے۔ اسٹنٹ کی گاڑی کے حرکت میں آتے ہی ان کی گاڑی کا آگے بھی مسٹنٹ ہوا تھا۔ عمران کی گاڑی ان دونوں گاڑیوں کے پیچھے تھی۔ اس نے اتنا مسدود قرار دیا تھا کہ اس کا شہر نہ ہو کہ اسٹنٹ شاید اڈل کوئی میں رہتا تھا اس لیے اسے ایک وہاں راستے سے گھرنے پڑا تھا۔ وہ اس کا تھا کہ کمرے والی گاڑی کی رفتار تیز ہو گئی۔ شاید وہ اسے نکال لے جانا چاہتا تھا جبر عمران نے دیکھا کہ اسے نکل کر وہ سڑک پر نہ بچیں۔ کونئی اور

"ایک گجی تھی۔ اسٹنٹ کی گاڑی کے پرنس مسٹنٹ نے اسے میں کوئی تھی۔ وہ اچھی گاڑی سے تیار صوف ایک فنٹ کے فاصلے پر تھی۔ اچھی گاڑی سے وہاں آدمی آکر اسٹنٹ کی گاڑی کے قریب آئے تھے۔ عمران اسی رفتار سے گاڑی چلاتا رہا جن کے ابتدائی تھوڑے ان دونوں نے اسٹنٹ کی گاڑی کا رد و کار کوئی یادداشت نہ کر سکتے تھے۔ ان دنوں عمران نے ایک مسٹر پرنس وادانہ اور اسے بھی جیسے سے ڈرت گئی تھی ان دونوں میں سے ایک اچل کر سڑک کے پیچھے ڈانچا تھا عمران کی گاڑی کی رفتار مزور ہو گئی۔ دوسرے کا تھ جیب کی طرف گیا ہی تھا کہ عمران کی رفتار جس سے ڈانچا ہوا تھا اور اس کے میں سڑک پر چل آیا تھا۔ یہاں آدمی اپنی گاڑی کی طرف جھکا لیکن پھر اس کا بھی وہی انجام ہوا۔ دوسرے کا ہوا تھا عمران ڈانچا گئی کو جیب میں رکھتا ہوا گاڑی سے بچنے آگیا۔"
 "تم۔ تم کون ہو؟ اسٹنٹ بھلا گیا تھا۔"
 "میں جہاں گاڑی میں بیٹھ اور بیٹھے تھے نظر آؤ۔ اس نے اسے اچھی گاڑی کی طرف دیکھا تھا اس پر عمران نے کہا کہ چنی گاڑی ایک کمرے سڑک کے پیچھے آکر اور اس کے جھبہ ہاؤ سرسنگھان سے بہرہ واریاں خیر ہو گیا ہے۔"
 "مسٹر میں کوئی نہیں کو اسی حال میں؟"
 "بھری گرد و غبار میں انھیں نکال کر لیا تھا۔"
 "اسٹنٹ نے وہ کھانے چوستے انداز میں تھیں کی تھی اس کے پیچھے ہانے کے صفوں نے وہاں بے ہوش آدمیوں کو نکال کر چنی اسٹنٹ دھن کے پیچھے چلے میں ڈال دیا تھا۔ اور اب سائیکو میٹر کی طرف دھاڑا ہو گیا تھا ان دونوں کی گاڑی اسی چار لین میں گھڑی رہتے ہی جس میں دو آدمی تھے۔"
 "وہ دونوں ایک ستون سے بندھے کھڑے تھے اور عمران کے ہاتھ میں تھکے کا چاک تھا۔ ان کے جسم کے ذریعے سے ہرگز کہیں سے نہیں تھے۔ انھیں دوسرا عمران پڑ جانے کے سے آواز میں بولا: "کیا کہنے اس کے جسم کے زخموں کا لٹا دیا تھا۔"
 "ہم کچھ نہیں جانتے۔ ہم سے کیا تھا کہ کوئی بھی اسے دیکھنے کے لیے آئے۔ آگے اٹھانے جانے کی کوشش کریں۔"
 "شاہین: جہاں اس میں بیٹھے پڑا تھا وہ جہلا تھا۔"
 "نہیں کے کام کہنے۔ یہ لڑائی کے دوسرے ہاتھ میں کہنے جو کہنے ہو گیا۔"

"اس کے لیے؟"
 "اس کون ہے؟"
 "کون نہیں جانتا۔ شاید وہی ایک آدمی اس کے لیے ہم سے تھا۔"
 "یہاں؟"
 "کہاں رہتا ہے؟"
 "کون نہیں جانتا۔ وہ ہم سے ہر ایک کو فون کر کے کسی ایک بگڑا کس کو کہہ دے کہ وہ کام نہ کرے۔"
 "اس کا نام کیا ہے؟"
 "ہم نہیں جانتے۔"
 "اگر تم سے کسی کو اس سے رابطہ قائم کرنے کی ضرورت پیش آئے تو کیسے کہتے ہو؟"
 "ایک فون نمبر ہے جسے اس کوئی ضرورت کال دیو کرانی ہے اور شاید کچھ انتظام کیا جاتی ہے۔"
 "تم سے معلوم کرنے کی کوشش نہ کی ہو گی کہ فون کس کا ہے؟"
 "ہی ہاں؟"
 "کہاں کا ہے؟"
 "سول اسپتال کے انکس پیچ کا۔"
 "وہ ضرورت کون ہے؟ کال دیا ہو گی ہے؟"
 "یقیناً کہیں۔ آج تک میں معلوم ہو چکا۔"
 "شاید کا حوالہ اس طرح دیتے ہو؟"
 "میں کہہ دیتے ہیں کہ شاید صاحب کے لیے یہ پیام ہے۔"
 "عمران نے فون نمبر نوٹ کیا اور قریب کھڑے چلے آدمی کو پکار کر وہاں سے پھا گیا تھا۔ آپٹن دم میں اس نے آہستہ آہستہ پکار کر ایک پیام نوٹ لایا تھا۔ "کسو۔ شاید کہے۔۔۔ تھا۔ وہ دونوں آدمی بڑی آہستہ کی گمان کر رہے تھے خود زنجی حالت میں آپٹن نائٹ کپ کے مقبی پارک میں بے ہوش چلے جی۔ انھیں انظر آؤ۔ آپ بڑے پیام نوٹ کیا تھا پھر عمران نے وہ فون نمبر لکھا دیا تھا جس پر پیام دینا تھا۔"
 "فیک فون کا کہیں منت پر یہ پیام بھیجنا چاہئے گا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔"
 "بہتر ہے جہاں؟"
 "فون نمبر کے پیچھے احتیاطاً وقت بھی نوٹ کر۔ تو کچھ کہیں منت۔"
 "فیک آٹھ بجے وہ ہر سول اسپتال کا پہنچا تھا اور اب وہ خود تک تاخیر دینے والے ڈی پیڈ ایک میں تھا۔ صفوں کے پیچھے

تاریک کر کے میں پہنچا تھا جہاں سے عمارت کا چاندھ لینی کی توجہ مان
 ہوئی۔ قہقہے سے محدود روشنی والے پس منظر کا رنگ نکلی اسی قسم کی کمرے
 کے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ شمال میں نہیں رہتا۔ دوسرے کمرے
 میں باغیچہ گاہ ہی ہوتا تھا لیکن یہ بھی تاریک تھا اور پتھر والی رگتی
 کی کچرا ہستہ ہستہ تاریکیوں میں رنگ رہی تھی۔ ایک دم دھڑکنے
 سے پائے والی جھپٹ میں بڑھ گئی۔ "غاف... وہی غاف... اس نے
 لئے بھی بی نظیر نہیں لیا تھا جس کے سب سے پروردگار اس بنا تھا
 تھا اس لئے اسے اسٹا یا تھا۔ اندر پر موجود تھا اور اس پر پل سے
 جاری میں گھسٹا ہوا بیٹا بھی وہی تھا جس نے مائیکو پلش کے پیر
 فرما کے حوالے کیا تھا۔ اس نے غافل سانس لی۔ وہی کی گھبراہٹ کی
 سے کہہ میں گردش کر رہی تھی۔ مختلف کمرے سے گزرتا ہوا وہ ایک
 ایسی خواہش میں داخل ہوا تھا جہاں گہرے نیلے رنگ کی ٹھنڈی روشنی
 پھیلی ہوئی تھی۔ یہ لیدی داؤ کی خواہش گاہ تھی اور وہ بستر کے بغیر
 سو رہی تھی۔

عمران نے دروازہ کھٹک کر کے پردہ کھینچ دیا جس سے نئے بار
 روشنی والے لیمپ کا سوچا آگیا۔ شاید وہ تیز روشنی ہی کا احساس
 تھا۔ لیدی داؤ کو گھبراہٹ ہوئی۔ وہ کھڑک کی طرف دیکھتی تھی اور غور
 کرتی اس نے گڑبگڑاؤ دیکھتے ہی عمران نے اپنے ہونٹوں پر اس
 رنگ کے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا اور آہستہ سے بولنا تھا۔
 "میں جیسا شروع کر دیتا ہوں سر سلطان کا آدمی ہوں۔
 "لیکن... اس طرح کا وہ قہقہے لہجے میں بولی۔
 "مجھو۔ وہ جو تک آپ سے پہلے گزرتا تھا ایک اسپتال
 میں رہی چڑا ہے۔
 "میں نہیں سمجھتی۔
 "میں نے اسے سر سلطان تک نہیں پہنچنے دیا۔
 "لیکن میں اسے کیا بتانی کچھ بھی تو نہیں باتی۔
 "جیال اور گول ہے؟
 "جیال... وہ پریش کا ایک دوست۔ وہ دوسرے کمرے میں
 سو رہا ہے۔
 "مورہ تھا... اب تو وہاں کوئی بھی نہیں ہے۔ کیا میں اس
 کا نام پوچھ سکتا ہوں لیدی شپ؟
 "ہاں۔ آں۔ شاید وہ پڑھ کا پریش یا رنر بھی ہے۔
 "اور شاید قاتل بھی۔
 "میں مطلب یہ لیدی داؤ اور جیال تھی۔
 "شاید آپ کو معلوم نہیں کہ پریش کا بارڈر تھیں اور رنر شیل

سے لگا۔
 "سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔
 "بہت جلد سب کچھ روشنی میں آجائے گا کیا وہ شخص منتقل
 ہو رہا ہے؟
 "نہیں... تاہم پھر کسی کے لیے کیا تھا میں نے روک لیا۔
 "تخلی کیا ہے شاید صاحب کا؟
 "شاید ہاں جیسا۔ داؤ کی اور دوسرے ہال پر نہائی کی۔ یہ کچھ
 پڑے ہیں۔ شاید نئے لوگوں کے لیے۔ جس سے جو بھی تو ایک آنکھ میں
 چھپا گا۔
 "میں غم آدمی ہے۔
 "آں آں۔ چراغ ادوں کا میں گنتا ہے۔ لیدی داؤ بولی۔
 "لیکن مجھے جوت ہے کہ وہ اطلاع دے پڑکیوں پر لگا۔
 "سنا کہ کچھ پریش والے پریش کی نوعیت کیا ہے؟
 "مجھے نہیں کاہم نہیں کہ نہ ان پریش کر کے ہو جاؤ میں
 سلیپ کاؤن پہنوں گی؟
 "بہت بڑے بڑے لیدی شپ۔ عمران نے کہا اور دوسری طرف
 ی تھا کہ چراغ ادوں کے نیچے پریش لڑی جیسا میں طرف کے رولے
 میں پتھوں میں پتھر تھا۔ عمران نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور شاید
 نے لیدی داؤ سے کہا۔ "مگر تمہارے کی ضرورت نہیں تم ہاتھ درم
 میں جیل گاؤ۔
 "اے... لیکن یہ سب کیا ہے؟
 "تجارتی ٹھکانے ہیں جہاں۔ شاید ہے۔ پریش کے منتقل ہیں
 اپنی لوگوں کا ہاتھ۔ ہاں میں نے اس آدمی کو بٹھا دیا تھا جو تم سے
 پہلے گزرتا تھا۔ ان لوگوں نے سر سلطان کے پیچھے ہوئے آدمی
 کو جیال تک پہنچنے میں بھی دیا تھا۔
 "عمران جس بڑا بڑا بیٹا تک نہیں تھی۔
 "ناموس رنر تو شاید غرا۔
 "بہتر ہے۔ پھر لیدی شپ آپ ہاتھ درم میں ہلکے دروازہ پر
 کر لیتے۔ "عمران نے کہا۔ "میں شاید اب غالباً چاندھ لائی فرمائیں گے۔
 "کہیں آپ بھی رنر نہ ہو جائیں۔
 "لیدی داؤ نے کچھ ہاتھ درم میں جلی تھی اور مدعا نہ بڑھایا
 تھا۔
 "میں شاید: "عمران رہا اور کہ فریڈ پر نظر رکھتا ہوا ہلا کہ تم نے
 اپنے ہمراہ کو اس کے کا انتظام کر لیا یا نہیں؟
 "اوہ۔ "فریڈ اس کا نائب کہہ جسے میں اب تک نہیں

اور عمران اللہ داخل ہوا تھا۔
 "میں ایک سال سے دو مکتبوں میں پڑھتا ہوں۔
 "اب یہ سب باپ کا گھر تو ہے نہیں کہ تمہارے لیے الگ ہے
 کوئی اختیار کر دوں گا؟
 "تو میرے لئے وہاں سے اس نے تو مٹی کی طرف ہاتھ
 اٹھا کر کہا۔
 "وہ سب ٹھیک ہے لیکن جگہ اس بات پر چاہیے؟
 "ذاتی معاملے ہیں۔
 "مورہ نے کہا کہ اس ذاتی معاملے کا تعلق کسی مذہب کے
 سے نہ ہو گا۔ پھر تو مٹی کہا جاتا تھا کہ جو کیا کہے ہیں داخل ہوئی
 تھیں۔ اس کے سر پر کچھ تھا جیسے اس کی موجودگی پر غور ہو
 رہی ہو۔ ان دونوں میں سے کون تھی؟ اس نے سوال کیا۔
 "وہ سب سے زیادہ خوبصورت دکائی دے تھیں عمران
 نے جھپٹے۔ جس نے یہ جواب دیا۔
 "تم وقت کا خرچہ کر رہے ہو۔
 "تمہیں شامل ہو رہی ہو اس منیج میں پہلی پھر تو فریڈ
 بڑی تھی ابھی ہاں کچھ نہیں بولوں نے۔ "سعدہ ہنس کر لپٹی
 "سنا کہ ہے کیا ہے؟
 "باؤ۔ "عمران نے دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "تھری
 موجودگی میں نہیں ہے۔
 "تم بوش میں ہو یا نہیں؟
 "ابھی آج ہی صبح ہوئی ہے۔ "سعدہ سر ہل کر بولی۔
 "اس سے بھی بدتر۔ "عمران نے ٹھنڈی سانس لی
 بولی ہے۔ "مورہ تو قہقہہ لگاتوں سے دیکھا تھا اور پھر عمران کو
 گھورتی ہوئی باہر چلی گئی تھی۔
 "تمہیں رکش ہے؟ "سعدہ نے تو مٹی کی طرف دیکھ کر کہا لیکن
 وہ بڑا سا نہایت ہے دوسری طرف دیکھتے ہی تھی۔
 "ہاں تو وہ میں دین کی بات تھی تم نے سر تو مٹی سے قرض لیا
 تھا کہیں جو کھینچتے وقت۔ "عمران نے سب سے کہا تھا اور پھر اس نے
 مسرور کیا تھا کہ دونوں کے چہروں پر ہوا میں اڑنے لگی ہیں۔ "تم نے
 یہ بات مجھ سے کیوں کہا؟ "سعدہ نے۔
 "قصہ غیر متعلق ہے مٹی۔
 "مگر میں اب یہ کہہ دوں کہ یہ معاملہ اسی کیس سے
 متعلق ہے۔ مجھے بتاؤ وہ اس کی لگنا ہوتا ہے جس پر ہوا ہوتا
 ہے۔ "سعدہ نے بولی۔ "عمران نے تو مٹی کی طرف دیکھا تھا۔ وہ جلدی

سے بولی۔ "میں بتاؤں گی۔ یہ سعدہ اس کے لیے ٹکٹ فروخت
 کرتی تھی۔
 "ٹکٹ فروخت کرتی تھی؟ "عمران نے حیرت سے کہا۔
 "ہاں... اور یہ ٹکٹ صرف جاتے پہناتے آدمیوں کو دیتے
 جاتے تھے۔
 "دلچسپ۔ "عمران سعدہ کی طرف دیکھ کر سکڑا۔ وہ اب بھی
 سر جھکا کر دیکھتی تھی۔ "عمران سے نظر نہیں لارہی تھی۔
 "میں یہی نہیں کہتی دوسری عمر میں بھی ٹکٹ فروخت
 کرتی ہیں۔ اپنی ہاں بچیاں والوں میں۔ سنا جاتا ہوتا ہے۔ یہاں
 سے خصوصی گاڑیوں کو اسٹریٹ پر لے جاتی ہیں اور وہ اسٹریٹ
 پر ایک ہی ٹکٹ پر گاڑا ہوا نہیں ہوتا ہے۔ "سعدہ اور جلدی رات
 کو کھیل جاتے تھے۔
 "اور آج تو بدھ کی رات ہے۔ آج کہاں لگنا ناؤ؟
 "اب یہ میں یہاں ہوں کچھ کس طرح معلوم ہو سکے گا کہ
 کہاں لگنا ناؤ؟ "سعدہ نے سوچا۔ "لیکن یہ حضور
 بنا سکوں گی کہ اس کا کام میں اس میں راجت سے اور وہ ان لڑکیوں
 راتوں کو ایک پڑوسی تک سے آگے نہیں بڑھی لڑکیوں کو
 اس تک رسائی میں۔ "سعدہ نے کہا۔ "سنا جاتا ہے۔ "سعدہ اور مورہ کا
 پڑوس داؤ اس کا دربار میں اس میں راجت سے لڑنے کا حق تھا۔
 "میں تو جی تو جی نہیں ہوگا۔ "عمران نے سوچا۔ "ابھی تک
 غائب ہو جانے کے بعد وہ غلط ہو جائیں گے۔ "سعدہ عمران انھیں دیکھ
 چھوڑ کر باہر آگیا تھا اور ایک زبردستی پر مانت کی تھی کہ وہ
 شاہین داؤ اور مورہ کا نام لیا لیکن کے بارے میں چھان بین کیا
 "مورہ کا کیا حال ہے؟ اس نے پوچھا۔
 "اب بہتر ہے۔ "لیکن لڑکیوں کا آواز آئی۔ "اس نے لڑکیوں کو
 کے ہاں سے واپس کے وقت بڑے ہی کے ایک کپڑے میں کافی
 پانی تھی اس کے بعد کالے ہوش میں، "میں اسٹریٹ میں ہی
 اس کی آنکھوں میں تھی اور اس پر اس لیے نقشہ لگ گیا تھا کہ اس
 نے اپنا پتہ بتانے سے انکار کیا تھا۔
 "فریڈ بھیجیں گے۔ "عمران نے کہا۔ "وہاں کا سلسلہ جھٹک رہا
 وہ وہاں سے دھڑکے پاس آتا تھا اور میں عورتوں کے نام لادنے
 نوٹ کے لیے جڑ ٹکٹ فروخت کرتی تھیں۔ "ابھی تک یہ بیک
 زبردستی سے ملنے تھا کہ ٹھیک لڑکیوں میں اسٹریٹ میں لگنا ناؤ نہیں
 ہیں۔ "نظر رکھنا۔ "عمران جلدی ہو گیا۔ "میں اس کے مخصوص اوقات ہی
 میں شامل سے تھی ہوں۔

پھر اس نے اسے ان میں سے عورتوں کے نام اور اپنے گھوڑے
 اُن سے مشق بھی چاہا تو وہیں ان عورتوں سے مشق چاہا تو
 دسویں تھیں لیکن اسے یہیں تک کہ اب ان کا سرخ رنگ بھی نکل
 ہی چکا ہو سکتا ہے ان لاکھوں کے رنگ و نام بھی بدل دیئے
 گئے ہوں:

۱۰ انظارہ غلط نہیں بلکہ قیامِ اہلِ ایمان تینوں عہدوں کے
بارے میں قولِ جلدی معلوم ہوگا کہ وہ اپنے ٹھکانوں پر نہیں بل
معتقین انھوں نے وہ مکاتبات ہی خالی کر دیے تھے۔ پڑوسیوں سے
ان کے بارے میں کچھ بھی معلوم ہو سکا۔ اب صرف یڈی وادو ہی بچنے
وہ ایک بار پھر جس سے مٹا جا رہا تھا۔ شاہدے معتق مزید پیچھے
لو کہ کسے کے لیے۔ اس رات ہیڈی وادو میں رہی تھیں اور وہ بھی گھبرا
پڑا تھا کہ اب بھی یڈی وادو کے پٹے پٹے دھول بر نظر بھی جا رہی
ہے یا نہیں۔ اس بار اس نے ویدہ وادو کھل کر سامنے لا خطوط
مولو لیا تھا۔ عمران ہی کی حیثیت سے وادو کے جزیرے کی راولی تھی۔
ابزہ وہ سننا نہیں تھا اس کے چار ماتحت بھی اس کے آس پاس ہی
رہتے تھے۔ یڈی وادو تک پہنچنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی
تھی۔ وہ دیکھ لے یہاں نہنگ و کبوتر کس رات وہ یڈی وادو تک
میں تھا۔

”تم پوچھ کر کہنے پر ڈیڑھ ماہوں نے حیرت کے کیا۔
”کیا ہاں: عروا نے جواب دیا تھا اور چپے پر کبھری بٹوٹی
محافق دو ہند بونٹی تھی۔“

نیکو پہنچو گے؟
 نیچا کر آپ کو ناسخیں استعمال کرتی ہیں آپ کے دانت
 تو موتیوں کو شراکتے ہیں:

آپ کے جواب پر نقیض کی گواہی آگے پر جانے کا ارادہ ہے۔
خیر پولیس سے گفتگو ہے معلوم ہے

”جی... وہاں تو رہنے کے بھی رکھے جاتے ہیں ماسی کے لیے کھانا“

میرے پاس وقت نہیں ہے۔
لیکن میں حرفے دوف ہوں، وہ نہیں ہوں جو آپ

میں نے دیکھا کہ ان کے دلوں میں:

”مفتخر آپ میری شکل کیوں دیکھ رہی ہیں میرے سوا کا
جواب دیکھئے؟
”جن کا اس معاملے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟
”غیر ہو پس تعلق پیدا کرتی ہے؟
”کیا جس پر سلطان کو فخر کروں گا ایک اہل آدمی میرا وقت
ضائع کر رہا ہے؟“

"انہوں نے مجھے اہل کجیہ کہہ کر ہی بھیجا ہے۔ میری اطلاع آدمیلا
لائیڈ بھی قابلِ شناخت نہیں رہتا یہاں آکر؛
"اوجہ" اس پر چاسکے کیا حال ہے؟

پہلو ہون تک بستر سے نہیں اٹھ سکے گا۔
 مجھے افسوس ہے:
 پندش کی زندگی میں بھی شہد کو بھی یہیں قیام کرنا ہوا گا۔

یوں نہیں جب بھی کرے میں آتا تھا ہمارے ساتھ ہی
رہتا تھا: اسی کرے میں؟

”اس دوران میں آپ نے کوئی نیا ملازم تو نہیں رکھا؟“
”نہیں۔ لیکن شاید سے تم نے ملازم پر کیوں چھوڑ دیا؟“

میں نے ہی... ہم ایسے ہی پیچیدہ سوال کر کے ہیں۔ میں
 کو دیکھنا چاہتا ہوں۔
 پہلو۔۔۔

وہاں سے اس کے تین لالہ صلی جسٹس نے بدنام کیا اور لکھا
"اگرچہ اس کے لیے کوالٹ پٹ کر دکھادیں تو آپ کو کوئی
اعتراض تو نہ ہوگا؟" مملکت نے جواب دیا۔

سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ہماری عمارت میں تو غلے نہیں

گرمیوں میں لوگ دھوپ اور ٹوٹے پتے کے نیچے خانوں میں پناہ لیا کرتے تھے اب تو مرکز خلیج کا دور دورہ ہے۔

اپنا اور میرا وقت برابر کر دے:

34

”خدا کا وہ ہے میں نہیں جانتی تھی۔ وہ خوفزدہ کیا اور میں
بولی: ”خدا جانے۔ یہ بھی کیا ہو۔“ پرس مروج شاہد جیسے وہ غائبوں کے
درس پادشہ تھے۔

”مفتوزی نہیں کہ ایک جوی اپنے شوہر سے پوری طرح واقف ہو“ عمران نے سر دھیمے میں کہا۔
”اب میں کیا کروں؟“ لیدی داؤد کی حالت غیر ہوئی ہمارے بھائی۔

خود کو بنیاد لے اور میرے ساتھ بیٹھ جائیے !
 "نہیں... پتا نہیں وہاں کیا ہو :
 "آپ تنہا تو مجلسِ بری میں ساتھ ہوں :

گوہر آپ ایسے گمراہ بنانا چاہتی ہیں جو مل بھر میں سارے زمانے میں بات چیل دیں؟

”تم خبیث کہہ رہے ہو۔ میری عقل بھلائے نہیں رہی۔“
 ”عقل کیجئے مختصر:“
 ”اچھا... اچھا! بیوقوف لیکن مشہور میں ناراض لاتی ہوں!“

اختیار میز ھیال نے کر کے وہ نیچے پہنچے تھے۔ ایک بہت بڑا زمین دوز ہل تھا۔ جہاں چاروں طرف بہت بڑے بڑے

اولہ! اچھا میں سمجھ گئی، من مندوقوں میں غیر کی خراہیں
 اہوں گی۔ بیاض شراب بھی تو اہوٹ کرتے تھے:

وہ کچھ بولی، عورتوں نے آگے بڑھ کر ایک صندوق کا ڈھکن اٹھایا
تھوڑا سا بناؤ، اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا تھا۔

قريب آكر دیکھئے :-
مصدق میں داخلین بھری ہوئی تھیں۔ ایڈی وائویری طرح
کا ننگا عورتوں کا ہاتھ دیکھ کر وہ اس کا زہر سمجھ کر ہنس پڑا۔

اسی طرح دوسرے عندہ قوں میں نامی نہیں، ریلو اور سب
مشینیں اور ان کے ایجنیشن موجود تھے۔ دستی ہم بھی وافر مقدار میں
ملے۔ شام گیس سٹیشنوں کی کھار و کھار اور اٹھارے ملے۔

۱. میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھا وہ نداء سب کیا ہے؟
 ۲. تھا اس پر ہر کسی پر ملک، محبت تھا۔ لیلیٰ اور لڑکے
 ۳. خدا غارت کرتے تھے گوشت داروں اور دھنیاں جس تھا سے ہو گیا

192

”مجھ بھی جو آپ اپنی زبان طعنی بند رکھیں گی، ایک عیب و عیوب کی طرح مجھ سے پورا پورا تقاضا کریں گی۔ جب تک کہ اصل عیوب و عیوب نہ آجائیں، میں خاموشی ہی اختیار کرتی رہے گی۔“

”تمہا اپنے وطن کے لیے جان دے سکتی ہوں ام لیکن میری
 بیٹی داؤد نے سخت پیسے می کہا۔ وہ اپنے اعصاب پر قابو پا چکی تھی۔
 ”آپ! مجھ پر ہے... وہ دیکھئے۔ ادھر گئی ایک دروازہ موجود ہے۔“

عمران نے بائیں جانب اشارہ کیا۔
 ”اب دیکھو اور کیا لکھا ہے۔“ لہڈی داؤد دروازے کی طرف
 برہمتی ہوئی ہوئی۔

میں نے کہا: "میرا دل چاہتا ہے کہ میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں۔" لیکن وہ نے کہا: "نہیں، اسے اپنے گھر لے جاؤ۔"

میں نے جہان میں سے ایک آدمی کے بڑھاپا اور نیکی کو دیکھا ہے۔
 آکھڑا ہوا۔
 چلو۔ وہ مفریبا۔

موت سے ہم آغوش کر سکتی تھی۔ یہ ایک دویل سڑگ مارا سہ۔
ثابت ہوا کہ اگر ہم کہاں جا رہے ہیں۔ عمران تقویٰ دیرپہ بولا۔

کر کے رکھ دیں گے:

یہ شریعت خدا راستہ قربانیا کی ہے فلاں تک طویل غزلوں پر ہوا گانا گھر

چل رہے تھے دونوں جانب پندہ سولف اپنی جانی نہیں۔ عمران کے چاروں ماتحت عمارت کے باہری محشرے تھے لہذا ان کے دشمن اکیسویں صفر کو عمران کے گھر پر دو حملے کیے۔

انھیں ہروں کے شور کے ساتھ آبی پرندوں کی جھل آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔ پھر جابگ وہ مین سمندر کے ساحل پر بالکل کھلے ہوئے آئے تھے۔ سامنے ہی ایک بڑی پانچ نگر اندازاً نصف اس کے

علاوہ زور زور تک کوئی دوسری لائحہ نہیں دکھائی دیتی تھی۔
 "بلو" لائحہ پر: ایک سٹیج کوئی طرہ پر، عمران کی کرسی پر،
 کی طرف آئی۔ وہ دونوں اندر تو رہا تھا، توتے لائحہ پر چھپا بیٹھی

ہاتھوں میں جھنجھلاہٹ کے آثار تھے۔ لاپنج ہراسنوں کے
 علاوہ، ولور آجی جی پیہی سے موجود تھے۔ انھیں ساقی لالہ کے
 مستحضر ہوں جس سے ایک لاپنجی پڑ گیا تھا اور دوسرے انہیں

ہم گئے۔ اور اب چھوٹے سے کہیں میں بندھ کر رہا ساتھ

ہی۔ گاہی کیا کر سکتا تھا؟ وہی کہیں کے دوراں سے پہنچ رہا تھا۔ اڑاؤ
 لے کر وہ کسی کو کوشش کی تو انہیں نہ ہوا۔
 "خدا کا رستہ کہہ ان کو پتا نہیں کیا جاں کیا یا سب سے بڑی
 داؤد انت میں کر پڑی۔ عمران خاص تھا وہ چھوڑا۔ میں نے پہلے
 ہی کہا تھا کہ شہادہ آواز چاہیے تھا نہ تلوے میں۔
 بار بار کہی رہی ہے۔ عمران سوا کر رہا۔
 کیا مطلب؟
 "اسے اب اس سے کیا فرق پڑے کہ آپسے کہہ کر تھا
 اور میں نے اس پر عمل نہیں کیا۔
 آخر یہ تم کو باں لے رہا ہے نہ؟
 عمران کو نہ ہوا۔ اس طرح ایک ایک تار کا بھرا ہوا تھا۔ بھلا
 لگاؤ تھا ہوتی تھی۔ یہ چندہ منٹ گزر گئے لیکن کسی نے بھی ان کی
 خبر نہ لی۔
 "کی تم سب نہیں ہو۔ یہی وہ ڈرنے پر تھا۔
 نہیں گزرتی۔
 "بڑی عجیب بات ہے۔ ایسی بہت سے دوپا ہے جو
 اور غیر متعلق ہے۔
 عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔
 "اورہ کل نہ ملے نہیں معلوم ہوتے؟
 "مگر وہی نہیں جیسا کہ مجھ سے ہمیشہ دور رہتی رہی؟
 "لیکن حالات میں بھی؟
 "ایسے ہی حالات میں مجھے بے فکر بنا دیا ہے۔ مجھ کو کچھ
 تو ہو کر رہے گا۔ پھر کوئی نہ کیسی؟
 "یاقم باطل سے دقت ہو یا بہت زیادہ ہلاک؟
 "یاقم زائد رہیں گے یا ناقابلِ ایں گے۔ اس لیے دیکھا
 ہوتا تھا؟
 "کیا دیکھا جاسکے گا؟
 "اس اب کچھ نہ کہیے؟
 "مشورہ دے رہے ہو یا فیصلہ صادر کیا ہے؟
 عمران کچھ کہنے ہی نہ لگا۔ وہ دواؤں اور دواؤں کی اند
 داخل ہوئے۔ ایک کے ہاتھ میں تاشی گئی اور دوسرے ہاتھ
 میں سوت کی منی ڈو کا تاشی تاشی گئی کہ وہ کہہ کر ان کے ہاتھ
 مجھے تھے تو کہیں سے نکلتے تو کہہ گیا تھا۔ وہ دھوئے ہوئے لاپنج کسی
 ویران ساحل پر لگاؤ تھا۔ وہی عمران دواؤں کو غصے بنا کر دیا۔ لاپنج
 کے عرصے پر کھڑا ہوا آدمی انہیں تاشی گئے سے کہنے مجھے تھا۔

دوسرے نے صرف بڑی داؤد کے اور کھول دیا کہ وہ کھول کر لاپنج پر وہاں
 ہلا گیا۔ لاپنج کا انہیں جاگتا اور وہ بڑی سے دور ہو کر جلی گئی تھی۔
 ".... تو کوئی دریاں جزیرہ معلوم ہوتا ہے۔ بڑی داؤد
 لپکا ہی آواز میں ہوئی۔
 "بڑے کیسے معلوم ہوتے ہیں۔ عمران نے کہا۔ آپ کے ہاتھ کو
 دیکھ اور مجھے یوں ہی چھڑ گئے؟
 "میں کھولنے ہی نہیں اب کیا ہوگا؟ اس نے عمران کے ہاتھ
 اور وہ زمین پر گراؤں بیٹھا تھا۔ لاپنج میری تو جی پید ہو گئی؟
 "کیا کہنا چاہتے ہو؟
 "مگر ہم اس ویران زمین کے کام و خواہش نہیں گئے۔
 "کیا بکواس ہے۔
 "میں ہاں سے علاوہ اور کوئی نہیں معلوم ہو سکتا ہے بڑی؟
 "آخر اس حرکت کا مطلب کیا ہو سکتا ہے؟
 "خدا جانے۔
 "آٹھو... اس میں کیوں بیٹھ رہے؟
 "آخر کیا کر رہا ہے؟ عمران کو اتنا ہوا تھا تھا۔
 "زنانے میں داخل ہونے سے پہلے تم کہنا تھا کہ میری سفارحت
 کو دے؟
 "مے وقف لوگ سفارحت کے علاوہ اور کیا کیا کرتے ہیں۔
 "وہ مجھ پر قسم کا شہرستان دیا اور وہ چوک کر آواز کی ست
 دیکھنے لگے تھے۔
 "یہ کیا ہے؟
 "کوئی بہت پرانے ماؤں کی کاڑی معلوم ہوتی ہے۔
 "پھر انہیں وہ کاڑی دکھائی دے گئی۔ جسے ایک ماں بیچتی
 شکل والا آدمی ڈرا کر کر رہا تھا۔
 "شش... شاید بڑی داؤد۔ سیکڑی۔
 "معلوم ہوتا ہے۔ اس نے شاید کوئی خول بھرا رکھے ہی۔
 "پچھلی سیٹ پر وہ آدمی تھے جنہوں نے مشینیں پتوں میں
 رکھے تھے شاید۔ انہیں بند کیا اور وہاں ہلا کر وہی سے آ کر آیا۔
 "افسوس... تو اب ہیں وہ انہیں بڑھ چڑھتے ہیں پھر انہیں عمران
 دہلیز تک گیا۔ وہ دونوں تاشی آدمی تاشی آدمی سے آئے تھے۔
 "تم کون ہواؤ سب کچھ کیا کہتے ہو؟ بڑی بڑی داؤد
 نے شاید کوئی طلب کیا تھا۔
 "ہیں آپ کا وہی پرانا خاموش شاہ۔ یہاں بڑی داؤد
 "میں تمہاری ملکیت جانتا چاہتی ہوں۔

"میرا باپ اسی طرح دہلیز سے مل رہا تھا۔ آپ ان لفظوں
 میں بڑی وقت شاہ کیجیے لیکن کیا میں کچھ کر سکتا ہوں کہ آپ یہاں
 تک کیے نہیں؟
 "کیا تم نہیں جانتے؟ بڑی داؤد نے فیصلہ لیتے ہیں پوچھا۔
 "نہیں۔ میں نہیں جانتا۔
 "مگر اس وقت سے تم نے یہاں تک پہنچ رہے ہیں یہاں تم
 لوگوں نے اس کو کاڑی کر رہا ہے۔
 "میں اسے کسی نہ کسی نے اس میں کچھ نہیں جانتا۔
 "یہ شک کہہ۔ یہاں اس کو کر رہا ہے۔ یہاں جو کہہ رہے
 "میں پہلے آئے ہیں۔
 "شہ آپ؟ شاید۔ حجاز۔
 "پھر اور کیا کہوں رہا ہے؟
 "اب میں انہیں کے ساتھ کسی ہوا کہ داؤد کے قاتل تم
 ہی ہو۔ تم نے پہلے سے وہ لگا کر اپنا کام لگا کر پھر اسے ہی بنا دیا۔
 "تم بہت زہین ہو بڑی داؤد۔
 "لیکن تم اس ویران میں نہ رہنا کہو مجھے رہو گے۔
 "خدا یا اس لیے عمران کو ساتھ لیے ہو رہی ہو؟
 "عمران... لیکن عمران بڑی داؤد کو تک پڑی۔
 "میں نے ضرورت نہیں۔ شاید نہ سخت پہلے میں کہا۔ یہ تم
 دونوں کی زندگی کا شری دن ہے۔
 "وہ گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا پھر اس نے اگلی سیٹ پر سے
 بڑھ کر اسٹراٹا تھا اور عمران کی طرف دیکھ کر بولا تھا۔ "تمہارا بھی
 وہی چھوٹا دورہ بتا دو کہ ایں تو کون ہے؟
 "اس نے من کو کہتے ہیں جس سے تم رشتہ دار نہیں؟
 "ابھی بات ہے... یہ لو شاید پہلے منٹ سے غریب
 لگنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن عمران صاف بچ گیا تھا۔
 "مشہور۔ میری بات کا جواب دو بڑی داؤد تھا تھا تھا
 کر پڑی۔ "تم نے آخر میرے کھوکھلے کا گودا میں کیوں بنا کر رکھا ہے؟
 "میں کیوں بنانے لگا۔ مکان تھا اس لیے۔ تم جانو۔ داؤد کی
 قبرستان کا ہمارا تو نہیں تھا... اس کو تھا اس کو۔
 "بڑی داؤد کو دانت نہیں کر رہی تھی۔
 "شاہ پہلے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ تم عمران کی تلاش
 کیجئے کہ بعد اس کے قاتل بہت پرانہ ہو گا۔
 "شاہ کے ساتھی نے مشینیں پتوں کی طرف رکھ دیں اور ان
 کی بار بار تاشی لینے کے لیے اس کی طرف بڑھ رہی رہا تھا کہ ایک

عمران بہت زبرد سے چھوٹا۔ پھر اس کی جگہ کے تھکے سے غائب
 اٹھائے ہوئے اس نے مشینیں پتوں کے لیے چھوٹا لگائی
 تھی۔ دوسرے آدمی کے مشینیں پتوں سے گولیاں نکلی تھیں۔
 لیکن عمران تو کبھی اس جگہ کو چھوڑ کر متوجہ جہان گولیاں۔
 رستہ آٹا ہی تھی۔ دوسرے کے قاتل نے تاشی کی کہ عمران
 نے بھی بڑھ کر زبرد آٹا تھا۔ حملہ آور نے تاشی کی تھی اور
 پھر نہ اٹھا سکا۔
 "ابھی جگہ سے چلنے ہی نہ کرنا دے توں؟ عمران نے شاہ
 اور اس کے ساتھی کو کر کے مجھے کہہ۔ "تمہارا زہین پڑی
 دیکھ ہی چکے ہو؟
 "پستول زمین پر ڈال دو۔ وہ چھٹی ہو جاؤ گے۔ ورنہ
 محتجب سے آواز آئی۔ عمران تو کہا تھا کہ ایسی رو گیا تھا لیکن
 بڑی داؤد بڑی سے تاشی تھی۔ سلیپ پر ایک آدمی تاشی تھی
 کھڑا نظر آتا۔
 "پستول زمین پر ڈال دو۔ پھر آواز آئی۔ اس بار عمران نے
 بے چاروں دواؤں کی جس کے لیے کہا تھا تھا۔
 "شاہ دشتہ انداز میں مشینیں پتوں کی طرف چھوٹا پتوں
 اٹھا کر اس لیے اس کا دوسرا عمران کے شانے پر دھکے کرتے ہوئے
 اور ہی آواز میں کہا کہ زہین... وہ آدمی ناخوش گاہک تھے
 کی انہیں تاشی تھی۔ عمران بہت ہی تیلے کا کارکنوں کو بے
 اور کہاں ہے؟
 "وہ دار دھلے سے آ کر کر رہا تھا اور بڑی داؤد کو کھائی
 ہوئی نظروں سے دیکھتا تھا۔ "وہ بے سحران آٹا ہے اس نے اس
 کی طرف دیکھ کر نہیں کہا۔
 "نہیں یہ بڑی داؤد ہیں... عمران تو اس ہوں جہاں
 عمران نے کہا۔
 "افسوس! میرے چہرے زہین نے شاید نہ کہا۔
 "عمران کے جاؤ۔ بڑی داؤد میرے ساتھ جائیں گی؟
 "شاہ بولا۔
 "نہیں! پہلے اس پر جائیں گی نا زہین بولا۔
 "یہ ناممکن ہے۔ شاہ کا کچھ اچھا نہیں تھا۔
 "میری مناسبت ہے؟ زہین لاپنج آدمی سے بولا۔
 "بڑی داؤد کو ان معاملات سے کوئی تعلق نہیں؟
 "مگر جو۔ زہین نے لاپنج آدمی سے کہا کہ میں اب یہ
 ایک خطرناک کاروبار کرتا ہوں جو کہہ سکتی ہے؟

